راه اسلام

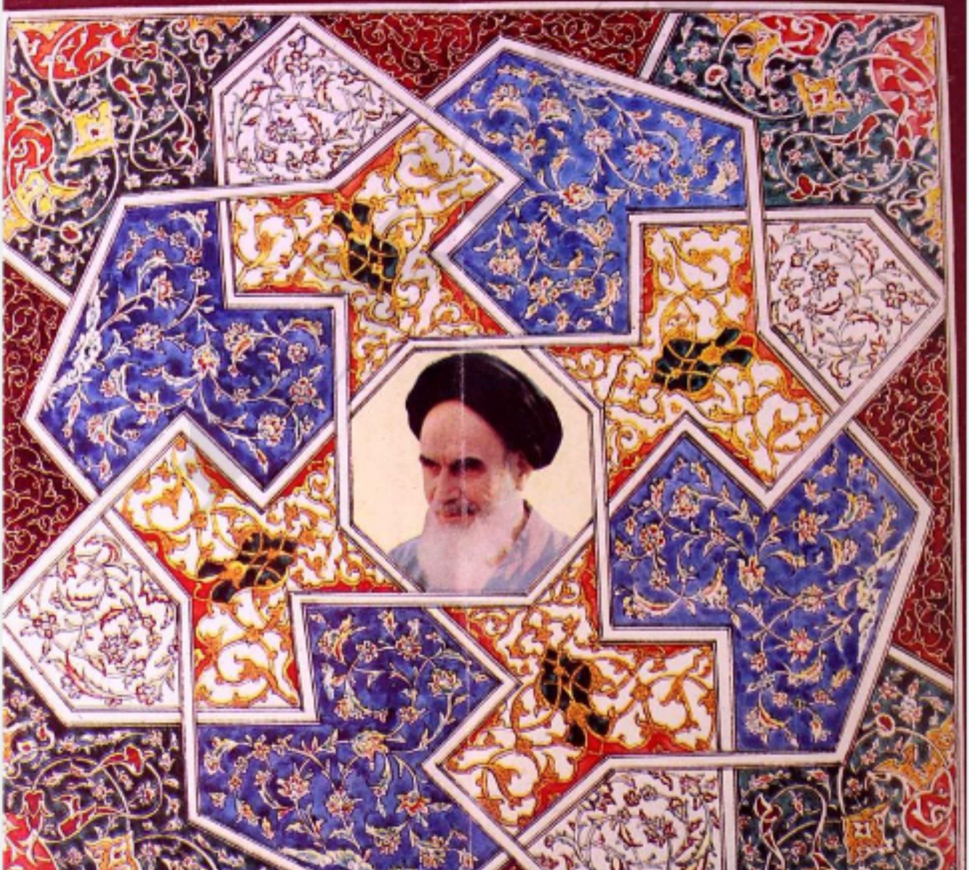

وصیت امام - ایک جھلک

یہ عظیم الشان اسلامی انقلاب جو کروڑوں ذی
قدر انسانوں، ہزاروں زندۂ جاوید شہیدوں
اور زندہ مصیبت زدہ جانبازوں کی زحمتوں کا ثمرہ ہے
اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں و مستضعفوں کی
امیدوں کا مرکز ہے اس کی اہمیت و عظمت اتنی زیادہ
ہے جس کا صحیح اندازہ لگانا قلم و بیان کے بس
سے باہر ہے۔

(امام خمینیؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلام

RAMPUR RAZA LIBRARY
41870
12.11.95

اس شمارے میں

اداریہ - پرچم اسلام کی سربلندی ——— ۲
● ثقافتی
تعلیمات قرآن ——— ۴
قصص قرآن ——— ۶
اسلامی انقلاب کے دنیا پر اثرات ——— ۹
سرزمین ایران ——— ۱۴
فارسی سیکھو ——— ۱۷
اے مسلمانو! فکر ہجرت ..... از: محمد اسلم رضوی ——— ۱۹
● تفریح طبع
فارسی کے ادبی لطائف از: ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی ——— ۲۰
خصوصی سوالات کا انعامی مقابلہ ——— ۲۴
صحیح جوابات ——— ۲۶
● ہنری وفنی
ہنری وفنی سرگرمیاں ——— ۲۷
نظم ——— ۳۰
کلنڈر ——— ۳۱
● تاریخی
زندگانی پیغمبر اسلام (ص) از: جعفر سبحانی ——— ۳۸
امام حسین ع، پاسدار اسلام کے عظیم ہادی و رہبر ——— ۴۲
میلاد مہدی موعود (ع)، روز مستضعفین عالم ——— ۴۴
● ایران وجہان اسلام
جشن مولود کعبہ میں حجۃ الاسلام ... کا خطبہ ——— ۴۶
مولانا اسحاق مدنی اخباری نمائندوں کے درمیان ——— ۴۸
۱۹۹۲ء کے اہم حوادث پر ایک نظر ——— ۵۱
امام خمینی (رح) اور وحدت اسلامی۔ از: عائشہ اقبال احمد ——— ۵۳
● اہم خبریں ——— ۵۶

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر
غلام رضا نور محمدان
خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ ۱۸، تلک مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

شالیمار آفسیٹ پرنٹرس کوچہ چیلان نئی دہلی ۲

ادارتی ودیگر معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔
خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ ۲۲، بھولا بھائی ڈیسائی روڈ ... ممبئی

۱

ماہنامہ
راہ اسلام
شمارہ - ۹۵ فروری ۱۹۹۳ء

خصوصی نمبر سالگرہ انقلاب اسلامی

سرورق ص۳ خانہ
خانہ فرہنگ میں
بزم مقاصدہ بمناسبت
میلاد امیر المومنین -
حضرت علی علیہ السلام

فون: ۳۸۳۲۳۲
قیمت: ۵ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پرچم اسلام کی سربلندی

اداریہ

ماہ فروری ۲۰۱۹ء کے ابتدائی دس روز فقط ایرانی عوام ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ عالم کی نظر میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ جنوری کا مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی لوگ اپنے قائد عظیم الشان کی وطن واپسی اور اپنے عدیم المثال انقلاب کی کامیابی کی سالگرہ کے سلسلے میں شاندار جشن کا اہتمام کرنے لگتے ہیں تاکہ انقلاب کی راہ میں پیش کی گئی عظیم قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے قائد ملت اور شہید پرور قوم کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کر سکیں اور دنیا کے کمزور، پسماندہ و مظلوم لوگوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کر سکیں کہ حق و صداقت، عدالت و آزادی، جہاد و قربانی اور الٰہی اعتقاد و عوامی اعتماد پر مشتمل تحریک کو خوف و دہشت، رعب و دبدبہ اور خوفناک و جدید ترین اسلحوں کی طاقت سے کچلا نہیں جا سکتا ہے۔

امسال یوم بعثت پیغمبرؐ اور امام خمینیؒ کی وطن واپسی و انقلاب کی سالگرہ ایک ساتھ منائی جا رہی ہے۔ درحقیقت بعثت انبیاء اور کسی محقق و دانشور کے نظریہ کی تبلیغ و ترویج کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ اپنے نظریہ کو کلاس روم یا پرسکون ماحول میں پیش کرتا ہے لیکن بعثت پیغمبرؐ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہدۂ رسالت پر فائز ہونے کے بعد ہر پیغمبرؐ کو اپنا فرض منصبی پورا کرنے کے لئے اپنے دور کے حاکموں اور برسر اقتدار لوگوں کے خلاف باقاعدہ نبرد آزمائی کرنی پڑی ہے اور کسی پیغمبر کو یہ مطالبہ یا انتظار کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا کہ وہ پرسکون ماحول برقرار ہونے کے بعد اپنے الٰہی مشن کو لوگوں کے سامنے پیش کرے بلکہ حکومت و اقتدار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر پیغمبر عوام الناس کی بیداری کے لئے ہمہ تن مصروف رہا کرتا تھا اور لوگوں کو معاشرہ میں موجود بدعنوانیوں کا احساس دلانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا تھا۔ قرآن اور تاریخی حقائق گواہ ہیں کہ جملہ انبیاء علیہم السلام نے ظالم حکمرانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی الٰہی ذمہ داری پوری کی ہے اور مصائب و آلام کے سمندر کو پار کر کے لوگوں کو دعوت حق دی ہے۔

امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اسلامی تحریک کی ابتداء میں ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ اس کا مقصد احیاء اسلام محمدیؐ اور مظلوم و پسماندہ عوام کے حقوق کی بحالی ہے چنانچہ اس مشن کی راہ میں ۱۵ سال کی جلاوطنی کے بعد جب وہ وطن واپس آتے ہیں تو بہشت زہرا نامی قبرستان کے وسیع میدان میں لاکھوں عاشقوں کے سامنے اپنی پہلی تقریر کے دوران وہ کوئی جذباتی بات نہیں کرتے بلکہ بنیادی انسانی حقوق اور سیاسی فلسفہ کی بات کرتے ہیں اور ایک ایسے علمی موضوع پر بحث کرتے ہیں جس کے لئے کلاس روم جیسا پرسکون ماحول لازمی ہوا کرتا ہے۔ وطن واپسی کے بعد اپنی پہلی اور تاریخی تقریر میں وہ یہ بتاتے ہیں کہ ملک میں شاہی نظام حکومت کیوں نہ ہونا چاہیئے اور کن بنیادوں پر حکومت کی تشکیل کی جانی چاہیئے۔ اس تقریر میں وہ بڑی وضاحت کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ درحقیقت شاہی نظام حکومت عقل و منطق کے خلاف ہے کیونکہ عوام کا اعتماد حاصل کئے بغیر کوئی آدمی ان پر حکومت کرنے کا حقدار کیسے بن سکتا ہے اور رضا خان نے ایرانی عوام کا اعتماد حاصل کئے بغیر اپنی حکومت تشکیل دی ہے۔ بفرض محال اگر رضا خان کو ایرانی عوام کا اعتماد حاصل تھا تو موجودہ نسل کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ نیز گذشتہ نسل نے اسے یہ حق نہیں دیا تھا کہ اپنے بعد وہ حکومت کو موروثی جائداد کی حیثیت سے اپنے لڑکے کے حوالے کر دے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بہشت زہرا میں جذباتی عوام کے اس عظیم اجتماع سے اپنے خطاب کے دوران وہ اس فکری موضوع کا ذکر چھیڑتے ہیں کہ حکومت عوام کا بنیادی حق ہے اور حکومت کی نوعیت کیا ہونی چاہیئے اس کا فیصلہ بھی ملک کے عوام کے ہاتھوں میں ہونا چاہیئے۔

اس استدلالی تذکرہ کے ذریعہ شاہی نظام حکومت کو غیر قانونی، غیر منطقی اور عوام کی مرضی کے خلاف قرار دینے کے بعد یہ اعلان کرتے ہیں کہ چونکہ ایرانی عوام مجھ کو پسند کرتے ہیں اور مجھے عوام کا مکمل اعتماد حاصل ہے اس لئے حکومت کی تشکیل

"میں کروں گا۔" واضح رہے کہ انقلاب اسلامی ایران کے ابتدائی مراحل میں ہی امام خمینیؒ نے یہ واضح کر دیا تھا کہ حکومت کو الٰہی احکام اور سیرت رسول اکرمؐ کا پابند ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہر مرحلے پر لوگوں کو فقط خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی اور خود ساختہ دنیوی خداؤں سے بیزاری و علیحدگی کی دعوت دیتے رہتے تھے چنانچہ تشکیل حکومت کے موقع پر انھوں نے اسلامی احکام اور اسلام و امت اسلامیہ عالم کے مفاد کے علاوہ کسی چیز کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ عظیم ترین طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا کی نام نہاد بڑی طاقتوں کی اعلانیہ تردید کی اور عصر حاضر کے چھوٹے بڑے بتوں کو چکنا چور کر دیا اور اسلامی جمہوریت کے اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے فلسطینی عوام اور ان کے مفاد کی بھرپور حمایت کی اور اپنی ذاتی نگرانی میں ایسے شاگردوں کی تربیت کی جو نامساعد ترین حالات میں بھی حق و اسلام کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اسلامی انقلاب کو انحراف و گمراہی سے محفوظ رکھیں۔

باطل و ظالم کی مذمت اور حق و مظلوم کی حمایت اسلامی انقلاب اور اس کے قائد کی راہ و روش کا اہم ترین حصہ رہا ہے جس پر اسلامی جمہوریہ ایران پوری طرح کاربند ہے۔ چاہے وہ مقبوضہ فلسطین کی آزادی کی حمایت کا معاملہ ہو یا کویت پر غاصبانہ عراقی تجاوز کی بات، ایران اپنی بنیادی سیاست پر پوری طرح عمل رہا ہے۔ درحقیقت اسلامی انقلاب کا عوامی اور جمہوری کردار غیر معمولی جاذبیت کا حامل ہے۔ اس انقلاب نے جمہوریت کے نام پر لوگوں کا استحصال نہیں کیا اور انہیں مکر و فریب کا شکار نہیں بنایا بلکہ شروع ہی سے اس بات پر کافی زور دیا ہے کہ عوام کو ملک کے جملہ امور میں بھرپور شرکت کرنی چاہیئے۔ درحقیقت ہر شعبۂ حیات میں عوام کی مکمل نمائندگی اس انقلاب کی بقا کی ضمانت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سامراج نے اس کے چہرے کو بدنما اور داغدار بنانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن یہ انقلاب ہر روز کامیابی کی نئی منزلیں طے کرتا جا رہا ہے اور جمہوریت کے پردے میں سامراجی ہتھکنڈوں سے کام لینے والی طاقتوں کے تمام منصوبے ناکام ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

> باطل و ظالم کی مذمت اور حق و مظلوم کی حمایت اسلامی انقلاب اور اس کے قائد کی راہ و روش کا اہم ترین حصہ رہا ہے۔
> جس پر اسلامی جمہوریۂ ایران پوری طرح کاربند ہے۔

امریکہ اور اس کے متحدین کا دعویٰ ہے کہ وہ جمہوریت کے ٹھیکیدار ہیں اور عالمی سطح پر امن و سلامتی اور انسانی حقوق کی حفاظت کی علمبرداری ان کا بنیادی فریضہ ہے اور اسی فریضہ کے تحت انھوں نے عراق کے لاکھوں بے گناہوں کو وحشیانہ بمباری کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور جمہوریت کی علمبرداری کا بہترین نمونہ الجزائر میں پیش کر رہے ہیں۔ الجزائر کے عوام نے عام چناؤ کے پہلے دور میں "نجات اسلامی محاذ" نامی سیاسی پارٹی پر اپنا مکمل اعتماد ظاہر کیا اور دوسرے دور کے انتخاب کے بعد اس ملک میں اسلامی حکومت کی تشکیل کی زمین ہموار تھی کہ دہشت گردی اور بنیاد پرستی کی روک تھام کے بہانے یہاں فوجی حکومت کا اعلان کر دیا گیا اور جو لوگ عام چناؤ کے پہلے دور میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے تھے ان کی گرفتاری کا بازار گرم ہو گیا اور مسجدوں کے ارد گرد ٹینکوں اور توپوں کا گھیرا ڈال دیا گیا اور یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر کیا جا رہا ہے کیونکہ امریکی غلامی اور اسلام دشمنی ان لوگوں کی نظر میں جمہوریت کا دوسرا نام ہیں اور الجزائر کے مسلمانوں کا واحد جرم یہ ہے کہ وہ امریکہ کو نہیں بلکہ اپنے خدا کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ بہرحال ظالم اور مہلک اسلحوں کے ذریعہ اسلامی اور عوامی تحریک کی راہ میں وقتی رکاوٹ تو پیدا کی جا سکتی ہے لیکن اس کو کچلا نہیں جا سکتا ہے اور ایران میں اسلامی جمہوری حکومت کی موجودگی، روز افزوں ترقی اور الجزائر کے اسلامی انقلاب کے درخشاں مستقبل کی ضمانت ہے۔ امام خمینیؒ کی یہ آواز فضا میں آج بھی گونج رہی ہے کہ امریکہ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ کمزور و پسماندہ اقوام عالم اور مسلمانوں کے درمیان موجود سیاسی بیداری اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پرچم اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی کا وقت قریب آ گیا ہے۔

یوم بعثت پیغمبر اسلام اور امام خمینیؒ کی وطن واپسی و انقلاب اسلامی کی سالگرہ کے موقع پر تمام پسماندہ عوام اور امت اسلامیہ عالم بالخصوص قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ ای کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں التجا ہے کہ ہم لوگوں کو راہ اسلام پر ثابت قدم رکھے۔ ○

داستان اصحاب کہف

تعلیمات قرآن

تیسری قسط

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ
إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هَٰؤُلَاءِ
قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم
بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾
وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ
يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا

[illegible]

اصحاب کہف کی تفصیلی داستان

جیسا کہ گزشتہ شمارہ میں اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اس داستان کا اجمالی تذکرہ کرنے کے بعد قرآن مجید نے چودہ آیتوں میں ان کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں داستان کی ابتدا اس انداز میں کرتا ہے کہ ہم ان کا حال تم سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ) یعنی یہ بیان ہر طرح کے خرافات، بے بنیاد مطالب اور جھوٹ سے دور ہے۔

وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی سوچ سمجھ اور زیادہ کر دی۔ (إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى) فتیۃ جمع ہے فتی کی جس کا مطلب ہوتا ہے جوان شاداب لیکن چونکہ عالم جوانی میں جسم طاقتور اور احساسات و جذبات میں جوش و خروش ہوتا ہے لہٰذا اس لفظ کا استعمال ان لوگوں کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے جو سن رسیدہ ہوتے ہوئے بھی روحانی پہلوؤں سے جوان اور نور حق سے منور قلب رکھتے ہوں اور جنمیں محبت و سخاوت اور عفو و گذشت جیسی اعلیٰ صفات بدرجہ اتم موجود ہوں چنانچہ آج بھی فارسی زبان میں "فتوت و جوانمردی" الفاظ کو اسی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

قرآنی آیات اور تاریخی بیانات کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اصحاب کہف جس ماحول میں زندگی بسر کر رہے تھے اس پر بت پرستی و کفر غالب تھا اور بالعموم شرک و کفر و جہالت و ظلم اور لوٹ کھسوٹ کی حفاظت کرنے والی حکومت نے ان لوگوں پر اپنا منحوس سایہ ڈال رکھا تھا۔

لیکن نوجوانوں کی یہ جماعت عقل و سمجھ اور حق و صداقت کی دولت سے مالا مال تھی۔ آخر کار یہ نوجوان حکومت کی فاسد راہ و روش کو سمجھ گئے اور اس کے خلاف انقلاب برپا کرنے کا اٹل ارادہ کر لیا۔ چونکہ ان لوگوں میں حکومت کے خلاف کامیاب انقلاب برپا کرنے کی طاقت نہ تھی لہٰذا اس فاسد و آلودہ ماحول سے دور بھاگنے کے علاوہ ان لوگوں کے پاس کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہ گیا۔

❁❁❁❁❁

قرآن مجید گذشتہ بحث کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر صبر و استقلال کی گرہ لگا دی یعنی ان کے قلوب کو مستحکم کر دیا۔ اس وقت وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو بس سارے آسمان و زمین کا مالک ہے (وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ)

"ہم تو اس کے علاوہ کسی معبود کی عبادت ہرگز نہ کریں گے (لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا)

"اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم نے عقل سے دور بات کہی (لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا)

"(وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ "جملے سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے ان کے دل میں توحید کا خیال پیدا ہوا لیکن ان لوگوں میں اس کے اظہار کی طاقت نہ تھی چنانچہ خداوند عالم نے ان کے قلوب کو مستحکم بنا دیا اور انہیں اتنی طاقت پیدا کر دی کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور نعرہ توحید بلند کر سکیں۔

یہ بات واضح نہیں ہے کہ آیا ان لوگوں نے پہلی بار اپنے توحیدی عقائد کا اظہار ظالم وقت بادشاہ "دقیانوس" کے سامنے کیا، یا عوام الناس کے درمیان یا خود اپنے ہی لوگوں کے درمیان؟ لیکن لفظ "قاموا" سے بظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ بات عوام یا ظالم بادشاہ کے سامنے کہی ہے۔

"شططا" کا مطلب ہے حد سے باہر نکلنا۔ اصطلاحی انداز میں جو بات حق و صداقت سے کوسوں دور ہوا کرتی ہے اسے "شطط" کہا جاتا ہے۔ بڑی ندیوں اور نہروں کے کنارے کو شط اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پانی سے دور ہوتا ہے۔

درحقیقت ان نوجوانوں نے توحید کی تصدیق اور شرک کی تردید کے لئے واضح دلیل پیش کی کہ ہم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ آسمان و زمین ایک پروردگار کے حامل ہیں کیونکہ نظام تخلیق کا وجود اس ہستی کی دلیل ہے اور ہم اس ہستی یعنی کائنات کا ایک حصہ ہیں۔ پس ہم لوگوں کا پروردگار بھی وہی ہے جو تمام آسمان و زمین کا پروردگار ہے۔

❁❁❁❁❁

اس کے بعد ان لوگوں نے دوسری دلیل پیش کی کہ "ہماری اس قوم نے خدا کے علاوہ معبود کا انتخاب کر لیا ہے (هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً)

کیا دلیل و برہان کے بغیر اعتقاد ممکن ہے؟ آخر وہ لوگ اپنے معبود کی الوہیت کے لئے کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ (لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ)

آیا فکر و خیال یا اندھی تقلید اس اعتقاد کی دلیل ہو سکتی ہے؟ یہ کیسا کھلا ہوا ظلم اور زبردست انحراف ہے۔

"اس سے بڑا ظالم کون ہے جو خداوند عالم سے جھوٹ کو جوڑ دے (فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا)

یہ افترا یعنی جھوٹ بھی اپنے آپ پر ایک ظلم ہے کیونکہ انسان اپنی تقدیر کو زوال اور بدقسمتی کے ایجنٹوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ دوسری طرف یہ اس سماج پر ایک

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

> ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر صبر و استقلال کی گرہ لگا دی یعنی ان کے قلوب کو مستحکم کر دیا۔
> اس وقت وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو بس سارے آسمان و زمین کا مالک ہے۔

اور امت مسلمہ کو ایک نقطے پر واپس آنا ہے۔" رمزِ وحدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے موصوف نے فرمایا: "حضرت علیؑ وہ شخصیت ہیں کہ اسلام بکھر دیا سے اٹھ سکتا ہے جہاں وہ چھوڑ کر گئے تھے۔"

دوسری نشست "بزم مقاصدہ" تھی۔ اس میں ۱۸ شعراد کرام نے بارگاہ امیر المومنینؑ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ اس بزم کی صدارت لندن سے آئے ہوئے مہمان شاعر جناب عاشور کاظمی نے کی نظامت کے فرائض مولانا آغا روحی نے انجام دئے۔ یہ منقبتی شاعرہ رات ۹ بجے سے ایک بجے تک سامعین کی پسندیدگی اور دلچسپی کا مرکز رہا۔

۱۸ جنوری صبح ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں کئی ہندستانی و غیر ملکی علماء مفکر و دانشوروں نے مقالے پڑھے۔ اس کانفرنس میں مشیر صدر جمہوری اسلامی ایران جناب اسحاق مدنی، مسند صدارت پر جلوہ افروز تھے۔ جناب مدنی نے خطبۂ صدارت میں امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضائل کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ ۱۔ وہبی ۲۔ کسبی۔ وہبی فضائل کے متعلق فرمایا!" یہ وہ فضیلتیں ہیں جو اللہ کی طرف سے اس لئے عطا کی گئیں کہ دوسرے انسانوں کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا ہو جائے۔ مثلاً خانۂ کعبہ میں ولادت ...... کسبی فضائل وہ ہیں جو آپؑ نے اپنی ریاضت و کوشش سے حاصل کئے مثلاً شجاعت، سخاوت، ...... کسبی فضائل کا مقصد یہ تھا کہ اُن کے چاہنے والے بھی اُن جیسی صفات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔" موصوف نے اتحاد بین المسلمین کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا" ماضی پر رونے سے کوئی فائدہ نہیں اپنا مستقبل بنانے کی کوشش کیجئے، اتحاد کیلئے کتاب، قرآن" اور علیؑ محفوظ ہیں۔"

اپنی دوسری تقریر (۱۹ جنوری) میں مولانا اسحاق مدنی نے اتحاد بین المسلمین کے لئے ذات علیؑ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ "اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے روز اُن سے بہتر کوئی بھی شخص دنیا میں موجود نہ تھا۔ بنی امیہ نے جو آپ پر سب و شتم کیا اور خاندان رسولؐ پر جو ظلم روا رکھا وہ صرف اپنی حکومت بچانے کے لئے تھا۔ سنّی مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ بنی امیہ کی یہ حرکتیں "اسلامی" تھیں۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے اپنی حکومت بچانے کے لئے کبھی بھی کسی اسلامی عقیدے یا اصول کو قربان نہیں کیا۔ بنی امیہ کے پھیلائے ہوئے اختلافات کو جن مسلمانوں نے عقیدتی اختلاف سمجھا ہے اُن اختلافات کو ختم ہو جانا چاہیئے۔" مولانا مدنی نے شیعوں اور سنّیوں پر لگائے جانے والے بعض دیگر الزامات کو دلائل دیکر لغو قرار دیا۔

پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی نے بعض نام نہاد محققین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! "لگتا ہے کچھ لوگ قلم لئے ہوئے "ابن زیاد، یزید اور معاویہ کے وکیل صفائی بن کر آئے ہیں۔" موصوف نے فرمایا! "شیعہ اور سنّی سبھی لوگ ولایت کو ذات علیؑ و خاندان رسالت سے مخصوص مانتے ہیں۔" مولانا نیازی نے اس بات پر قدرے افسوس ظاہر کیا کہ "مدح علیؑ میں شیعوں کی اجارہ داری تسلیم کر لی گئی ہے۔" پھر موصوف اپنے سنّی برادران کو مخاطب کرتے ہیں! "اگر علیؑ کو شیعوں کے حوالے کر دوگے تو پھر تمہارے پاس کیا بچے گا؟! کیونکہ تمہارا رسولؐ بھی تو علیؑ کے ساتھ چلا جائیگا!" مولانا کوثر نیازی نے کئی حدیثوں کا حوالہ دیتے ہوئے امیر المومنینؑ کی شخصیت پر روشنی ڈالی۔

اختتامی جلسے میں عالمی اردو کانفرنس کے سربراہ جناب علی صدیقی کی تقریر بھی بصیرت افروز اور پُر مغز رہی۔ جس میں موصوف نے ذات علیؑ سے حاصل ہونے والے بعض فیوض و برکات کا بھی تذکرہ کیا۔ ۱۹ جنوری کی شام ذہنوں کو منور کر کے یہ تین روزہ جشن اختتام پذیر ہو گیا۔

ہندُستان میں یومِ علیؑ

ہندستان کے دار السلطنت دہلی میں تاریخ ولادت امیر المومنین کی مناسبت سے کئی کالونیوں میں جشن منعقد کئے گئے۔ شیعہ جامع مسجد دہلی، مسجد امام نقی جعفر آباد، مسجد نور الہٰی مسجد نہر گوتم پوری، امامباڑہ باب المراد ویلکم، امامباڑہ ترکمان پوری اور سفینۃ الہدایہ ٹرسٹ رشید مارکیٹ میں خصوصی اہتمام کے ساتھ منقبتی مشاعرے اور جلسے منعقد کئے گئے۔ بعض دیگر شہروں سے بھی اطلاعات ملی ہیں کہ جشن مولود کعبہ کو عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔ ان میں لکھنؤ، علیگڑھ، مرادآباد میرٹھ، جے پور، حیدرآباد، فیض آباد، کانپور، مظفر نگر اور بعض دیگر قصبات اور شہر شامل ہیں۔

مظفر نگر: حوزہ علمیہ سے موصولہ گزارش کے مطابق یہاں ۲۵ جنوری کو جشن مولود کعبہ میں اسلامی جمہوری ایران کے سفیر کبیر جناب ابراہیم رحیم پور نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ ہندستان کے معروف علماء و خطباء اور شعراء کرام نے بارگاہ امامت و ولایت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

رات ۹ بجے جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سفیر محترم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ "عالم اسلام کو حضرت علی علیہ السلام کی ہدایات و تعلیمات عالیہ کی روشنی میں باہمی اختلافات فراموش کر کے متحد ہو جانا چاہئے۔ امیر المومنینؑ کی جرأت و ہمت ہمیں درس دیتی ہے کہ اقوام عالم کی اصلاح کے لئے، عالمی استکبار کے مقابلے میں ڈٹے رہیں۔"

جناب رحیم پور نے علوی تعلیمات کی روشنی میں، قوانین جنگ و صلح اور حکومت کے قواعد و ضوابط کی

قصصِ قرآن

دسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام

إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ اجْتَبَىٰهُ وَهَدَىٰهُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَءَاتَيْنَٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوٓا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّى قَرِيبٌ وَإِنَّهُ فِى الْءَاخِرَةِ لَمِنَ الصَّٰلِحِينَ ۝

اس میں شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ابراہیم لوگوں کے پیشوا خدا کے فرماں بردار بندے اور باطل سے کترا کر چلنے والے تھے اور مشرکین سے نہ تھے۔ اس کی نعمتوں کے شکر گزار ان کو خدا نے منتخب کر لیا اور اپنی سیدھی راہ کی انہیں ہدایت کی تھی اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی ہر طرح کی بہتری عطا کی تھی۔

(سورہ نحل آیت ۱۲۰-۱۲۲)

ارادہ خداوندی کے خلاف جدوجہد

نمرود بن کنعان شہر بابل پر حکمرانی کرتا تھا اور جب اس کے اقتدار کا دامن وسیع ہوا تو اس نے لوگوں کو اپنی پرستش کی دعوت دی۔ چونکہ اس زمانے میں لوگ پتھر اور لکڑی کے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے لہٰذا وہ فوراً ہی اس کی بندگی پر آمادہ ہو گئے اور اسے اپنا معبود تسلیم کر لیا۔

ایک طویل مدت تک لوگ اس تاریکی و گمراہی کے سایہ میں زندگی بسر کرتے رہے اور اپنے حقیقی پروردگار کو بالکل ہی فراموش کر دیا۔ آخرکار خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اس قوم سے ایک عظیم المرتبت قائد و رہبر بنائے تاکہ اس کی ہدایت و رہنمائی میں لوگوں کو اس گمراہی سے نجات حاصل ہو جائے۔

نمرود کے دربار میں ایک بہت بڑا نجومی رہتا تھا۔ ایک دن اس نے نمرود کو یہ اطلاع دی کہ ستاروں کی رفتار و گردش یہ بتاتی ہے کہ جلد ہی ایک شخص انقلاب برپا کرے گا اور بت پرستی کو پوری طرح نیست و نابود کرے گا اور لوگوں کو ایک نئے مذہب کی پیروی کی دعوت دے گا۔ نمرود نے پوچھا۔ "یہ انقلاب کس سرزمین پر رونما ہوگا؟" نجومی نے بتایا کہ انقلاب اسی سرزمین پر ہوگا لیکن انقلاب برپا کرنے والے کا نطفہ ابھی رحم مادر میں منتقل نہیں ہوا ہے۔

نمرود نے اس انقلاب کی روک تھام کے لئے فوری طور پر حکم صادر کیا کہ عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیں تاکہ وہ نطفہ رحم مادر میں منتقل نہ ہو سکے اور وہ آدمی اس دنیا میں قدم نہ رکھ سکے۔ درحقیقت اپنی نادانی

کی وجہ سے نمرود یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنے اس عاجزانہ اقدام کے ذریعہ ارادۂ خداوندی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرسکتا ہے اور اس کی ایجاد کردہ مشکلات کی وجہ سے ارادۂ الٰہی نا کام و ناتمام رہ جائے گا۔

ایسے ہی ناساعد اور گھٹن کے ماحول میں ابراہیمؑ کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہوا اور ابراہیمؑ کی والدہ حاملہ ہوئیں لیکن آثارِ حمل نمایاں نہ ہوئے۔ جب ولادت کا وقت قریب آگیا تو وہ جنگل کی طرف چلی گئیں اور نمرود کے افسروں کے خوف سے پہاڑ کے غار میں پناہ گزیں ہوگئیں اور اسی غار میں حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی۔ ان کی والدہ نے غار کے دریچہ کو پتھروں سے ڈھک دیا اور خود شہر واپس آگئیں۔ خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیمؑ کے انگوٹھے سے دودھ کا چشمہ جاری کردیا اور اس طرح انھیں لازمی خوراک فراہم ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ دھیرے دھیرے بڑے ہوتے رہے اور جب ان کی عمر تیرہ سال کی ہوگئی تو وہ خفیہ طور پر اپنی والدہ کے ساتھ شہر آگئے۔

حضرت ابراہیمؑ کا چچا آذر بابل کا انتہائی مشہور بت تراش تھا اور اس کے لڑکے بت فروشی کیا کرتے تھے۔ جب اس نے ابراہیمؑ کو دیکھا تو اپنے لڑکوں کے ساتھ انہیں بھی بت فروشی کے کام میں لگا دیا۔ ابراہیمؑ بتوں کی گردن میں رسی باندھ کر انھیں سڑکوں اور گلیوں کے درمیان گھسیٹتے ہوئے یہ نعرہ لگایا کرتے تھے۔ "اے لوگو! آؤ اور ان بتوں کو، جو بے جان، عقل و فہم سے عاری اور کسی طرح کے نفع و نقصان پر قادر نہیں ہیں، مجھ سے خرید لو" بت پرستوں کو ابراہیمؑ کی بت فروشی کا یہ انداز انتہائی اہانت آمیز لگتا تھا، چنانچہ ان لوگوں نے آذر سے شکایت کی۔ آذر نے ابراہیمؑ کو نصیحت کی لیکن اس کی نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوا اور آخرکار ابراہیمؑ کو قیدخانہ میں ڈال دیا گیا۔

ابراہیمؑ اور انقلاب کی علامت

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾

ترجمہ:۔ اور (اے رسولؐ وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے خدا سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے بھی تو دکھا دے کہ تو مردہ کیوں کر زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا کیا تمہیں (اس کا) یقین نہیں ابراہیم نے عرض کی (کیوں) نہیں یقین تو ہے مگر آنکھ سے دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ) میرے دل کو پورا اطمینان ہو جائے فرمایا (اگر یہ چاہتے ہو) تو چار پرندلو اور ان کو اپنے پاس منگوا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو) پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو اس کے بعد ان کو بلاؤ (پھر دیکھو تو کیوں کر وہ سب کے سب تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آتے ہیں۔ اور سمجھ رکھو کہ خدا بیشک غالب اور حکمت والا ہے۔

(سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۶۰)

> ابراہیمؑ بتوں کی گردن میں رسی باندھ کر انھیں سڑکوں اور گلیوں کے درمیان گھسیٹتے ہوئے یہ نعرہ لگایا کرتے تھے۔ "اے لوگو! آؤ اور ان بتوں کو، جو بے جان، عقل و فہم سے عاری اور کسی طرح کے نفع و نقصان پر قادر نہیں ہیں، مجھ سے خرید لو۔"

خداوندِ عالم نے گمراہ اور بت پرستوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو خلق کیا اور انہیں رسالت کے عظیم رتبہ پر فائز کیا۔ ابراہیمؑ کا قلب خداوندِ عالم پر مکمل عقیدہ و ایمان سے مملو تھا اور قدرتِ خداوندی کے سلسلے میں انھیں قطعی کوئی شک نہ تھا لیکن مختلف اشیاء کے سلسلے میں حقائق کی وضاحت اور اپنی بصیرت میں اضافہ کی خاطر انھوں نے خداوندِ عالم کے سلسلے میں حقائق کی وضاحت اور اپنی بصیرت میں اضافہ کی خاطر انھوں نے خداوندِ عالم سے یہ التجا کی کہ وہ انھیں مردوں کو زندہ کرتے ہوئے دکھائے۔ بارگاہ الٰہی سے سوال کیا گیا کہ کیا تمہیں میری قدرت پر پورا بھروسہ و ایمان نہیں ہے؟ تو ابراہیمؑ نے کہا، "کیوں نہیں" میں ایمان لا چکا ہوں لیکن میں اپنے ایمان و اطمینان کو کامل رکھنے کے لئے مُردوں کو دوبارہ زندہ کئے جانے کا منظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ چونکہ ابراہیمؑ کا مقصد حقیقتاً اطمینانِ قلب حاصل کرنا تھا لہٰذا خداوندِ عالم نے وحی نازل فرمائی کہ چار پرندوں کو ذبح کرو اور ان کے گوشت کا قیمہ بنا کر اسے کئی حصوں میں تقسیم کرکے پہاڑ کے مختلف حصوں میں رکھ دو۔ پھر ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ آواز دو تاکہ وہ حکمِ خداوندی کے بموجب پھر سے زندہ ہوکر تمہارے پاس آجائیں۔

ابراہیمؑ نے حکمِ خداوندی کے مطابق چار مختلف پرندوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کا قیمہ بنایا پھر اس گوشت کو کئی حصوں میں تقسیم کرکے اسے پہاڑ پر الگ الگ رکھ دیا پھر انہیں آواز دی۔ پرندوں کے گوشت اور ان کی ہڈیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ایک جگہ پر جمع ہوئے اور اس کے بعد خداوندِ عالم نے ان پرندوں میں دوبارہ جان ڈال دی اور وہ زندہ ہوکر ابراہیمؑ کے پاس پہنچ گئے۔

اس طرح ابراہیمؑ نے پہلی بار مُردوں کو زندہ کرنے کے سلسلے میں قدرتِ خداوندی کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ان کا قلب تو ایمان کی دولت سے پہلے ہی مالامال تھا

لیکن اس منظر کو دیکھنے کے بعد ان کے اطمینان میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا۔

ابراہیمؑ بت خانہ میں

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴿٥٧﴾
فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ

ترجمہ :۔ خدا کی قسم تمہارے پیٹھ پھیرنے کے بعد میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا چنانچہ ابراہیمؑ نے ان بتوں کو (توڑکر) چکنا چور کر ڈالا مگر ان کے بڑے بت کو (اس لئے رہنے دیا) تاکہ یہ لوگ (عید سے پلٹ کر) اس کی طرف رجوع کریں۔

(سورۂ انبیاء۔ آیت ۵۷-۵۸)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنا الٰہی اور آسمانی فریضہ انجام دینا شروع کر دیا اور ابتدائی مرحلہ میں اپنے چچا آذر کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ اس کے سامنے توحیدی دلیلیں پیش کیں۔ آذر نے ان کی ہر بات کا جواب بڑی تلخی و ناراضگی سے دیا اور انہیں دور بھگا دیا۔ چونکہ پہلے ہی مرحلہ میں ابراہیمؑ کو شکست اور ناکامی سے دوچار ہونا پڑا تھا لہٰذا وہ افسردہ دل ہو کر وہاں سے چلے آئے لیکن آذر کی بداخلاقی سے وہ مایوس نہیں ہوئے بلکہ قوم کی ہدایت و رہنمائی کے سلسلے میں انکا ارادہ و فیصلہ اور مضبوط ہوگیا۔ وہ قوم والوں کے پاس آئے اور انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ بت پرستی ایک غلط اور گمراہی کا راستہ ہے۔ اس سلسلے میں پہلے انھوں نے ان لوگوں سے پوچھا۔ "تم لوگ کس چیز کی پرستش کرتے ہو؟" ان لوگوں نے جواب دیا۔ "یہ بت ہمارے معبود ہیں اور ہم لوگ انھیں کی پرستش کرتے ہیں۔ اپنی حاجت انھیں سے طلب کرتے ہیں۔ اور اگر ناگوار حادثات رونما ہوئے تو ان بتوں کے سایہ میں پناہ حاصل کرتے ہیں" ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے دوبارہ معلوم کیا "کیا یہ بت تمہاری بات سن لیتے ہیں اور فائدہ و نقصان پہنچانا ان کے بس میں ہے؟"

ان لوگوں نے جواب دیا۔ "نہیں، چونکہ ہمارے آباو اجداد ان بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اسی وجہ سے ہم لوگ اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے ان کی عبادت کرتے ہیں۔" ابراہیمؑ نے کہا "سچ تو یہ ہے کہ تم اور تمہارے بزرگ دونوں ہی گمراہی میں مبتلا رہے ہو۔ پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے بتوں میں اپنا فائدہ و نقصان سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یہ پرستش کے لائق نہیں ہیں بلکہ پرستش

> "کیا تم لوگ کھانا نہیں کھاتے ہو"؟ بتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو ابراہیمؑ نے پھر پوچھا۔ "آخر تم لوگ بولتے کیوں نہیں ہو۔" انہیں اس سوال کا بھی جواب نہیں ملا۔ اس کے بعد ابراہیمؑ نے کلہاڑے سے بتوں کو توڑنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں نمرودیوں کے خوبصورت بت لکڑی اور پتھر کے ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئے

تو بس اس خدائے وحدہٗ لاشریک کے لئے مخصوص ہے جو زمین و آسمان کا خالق اور نظام پر قادر ہے۔

اس کے بعد ابراہیمؑ نے قدرت خداوندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: پروردگار عالم اس ذات گرامی کا نام ہے جس نے ہم لوگوں کو خلق کیا ہے۔ بس وہی ہم لوگوں کی ہدایت کرتا ہے، وہی ہم لوگوں کو کھانا پانی دیتا ہے اور جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں شفا عطا کرتا ہے۔ وہی ہم کو موت دیتا ہے اور اس کے بعد پھر زندہ کرتا ہے مجھے پوری امید ہے کہ قیامت کے دن وہی ہم لوگوں کو بخشش عطا کرے گا۔"

اس مختصر مگر جامع بیان کے ساتھ ابراہیمؑ نے لوگوں کو خداوند عالم کی پرستش کی دعوت دی لیکن پوری قوم نے ابراہیمؑ کی اس دعوت حق کا بیہودہ جواب دیا اور لوگ بت پرستی سے کنارہ کشی کے لئے ہرگز آمادہ نہ ہوئے۔ لہٰذا ابراہیمؑ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ ان بتوں کو توڑ ڈالیں اور ان بیوقوف لوگوں کو عملی طور پر یہ سمجھا دیں کہ یہ بت عبادت کے لائق نہیں ہیں۔

نمرودی لوگ سال میں ایک دن عید منایا کرتے تھے اور اس موقع پر خصوصی جشن کا اہتمام بھی کرتے تھے اور یہ جشن وہ لوگ شہر کے باہر مناتے تھے چنانچہ عید کا موقع آیا تو وہ لوگ شہر کے باہر چلے گئے اور ابراہیمؑ تھکاوٹ اور کمزوری کے بہانے شہر سے باہر نہیں گئے۔

پورا شہر بالکل خالی ہوگیا اور سبھی بوڑھے اور جوان شہر کے باہر چلے گئے۔ ابراہیمؑ نے دیکھا کہ شہر اور بت خانہ بالکل خالی ہے اور بت خانہ کے دروازہ پر کوئی پہرہ دار بھی نہیں ہے یہ دیکھ کر وہ بت خانہ کے اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ ایک شاندار ہال میں بتوں کو ان کے عہدہ و مرتبہ کے اعتبار سے سجا دیا گیا ہے۔ وہ کچھ دیر تک ان بتوں کو غور سے دیکھتے رہے اس کے بعد تمسخر و تحقیر آمیز انداز میں جو کھانا اپنے ساتھ لائے تھے اسے ان بتوں کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "کیا تم لوگ کھانا نہیں کھاتے ہو"؟ بتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو ابراہیمؑ نے پھر پوچھا۔ "آخر تم لوگ بولتے کیوں نہیں ہو۔" انھیں اس سوال کا بھی جواب نہیں ملا۔ اس کے بعد ابراہیمؑ نے کلہاڑے سے بتوں کو توڑنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں نمرودیوں کے خوبصورت بت لکڑی اور پتھر کے ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئے اور فقط سب سے بڑا بت ان

(باقی صـ۲۳ پر)

اسلامی انقلاب کے دنیا پر اثرات

ایران کے اسلامی انقلاب کی بے مثال کامیابی دنیا میں مومنین، صالحین اور مستضعفین کے لئے خدا کا دیا گیا وہ عظیم الشان وعدہ اور پُرشکوہ جلوہ ہے جس کا اس نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ انقلاب ایک معجزے کے طور پر دنیا میں رونما ہوا اور قرآن کی اس آیۂ شریفہ: "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ" کو پوری دنیا پر ثابت کر دیا۔ اس انقلاب نے ان تمام الحادی اور غیر الٰہی فلسفوں اور تحقیقات کو مٹی میں ملا دیا جو بشریت اور تاریخ کے بارے میں لکھے یا تحقیق کئے گئے تھے۔ دنیا کے تمام مفکرین اور فلسفیوں نے برسوں کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد بشریت اور تاریخ کے لئے جو خیالی ڈھانچہ تیار کیا تھا وہ یکبارگر پڑا اور یہ لوگ مبہوت رہ گئے اور تاریخ کی عظمت کے بارے میں ایک بہت بڑا سوال ان مفکرین کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

انقلاب اسلامی ایک ایسا انقلاب ہے جو سرچشمۂ الہام خداوندی سے سیراب ہوا ہے۔ اور وحی کے سمندر کا ایک دریا ہے۔ چنانچہ اس کی وضاحت یا اس کو سمجھنے کے لئے بڑی تحقیق اور دقیق مطالعہ کی ضرورت ہے۔ یہ انقلاب وعدۂ خداوندی کا اس کی اشرف المخلوقات کے ذریعہ عمل میں آنا ہے جو اس مسئلہ کو پورے طور پر روشن کر دیتا ہے کہ انسان اگر صرف خدا پر کامل ایمان اور بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھے تو وہ ناممکن شے کو بھی ممکن بنا سکتا ہے۔ یہ انقلاب اسلام کا ایک جزو ہے اور اس کو اس سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور اس کے بغیر اس کی کوئی اہمیت یا قدر نہیں رہتی۔

انقلاب اسلامی مستضعفین جہان کے جوش و خروش کا سرچشمہ اور ان کی امیدوں کا مرکز ہے۔ کیونکہ اس انقلاب نے ایرانی مظلوم عوام کے ہاتھوں اور پیروں میں صدیوں سے پڑی قید و بند کی تمام زنجیروں کو توڑ ڈالا ہے۔ اور دنیا کی بڑی طاقتوں پر ایک لرزہ طاری کر دیا ہے۔ امریکہ جس نے پوری دنیا پر اپنا ہوا تھا رکھا تھا اس انقلاب کے رونما ہوتے ہی اس کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور سامراجی دنیا کی صدیوں سے چلی آ رہی ظلم و استعمار کی ریت کا ڈھانچہ پل بھر

میں گر کر تباہ ہو گیا۔

یوں تو اس کرۂ ارض پر ہزاروں انقلاب آئے، سینکڑوں سلاطین نے دنیا کے طبق الٹے ہیں۔ بہت سے انقلابات نے بنی نوع انسان پر گہرے نقوش ثبت کئے ہیں۔ جدید زمانہ میں بھی کئی انقلابی طاقتوں نے اس عالم رنگ و بو کو جھنجھوڑا۔ مثلاً فرانس کا انقلاب آیا تھا، ہندوستان میں ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کا انقلاب برپا ہوا لیکن ان تمام انقلابات کا دائرہ محدود تھا۔ مگر جو انقلاب اسلامی جمہوریۂ ایران میں وقوع پذیر ہوا یہ انقلاب اپنے نتائج و عواقب اور اثرات و افکار کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہ اپنے اندر عالمی اثرات سموئے ہوئے ہے۔

جمہوری اسلامی ایران جس کا قیام ستر ہزار شہیدوں اور ایک لاکھ مجروحین کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عمل میں آیا اپنے وجود کے روزِ اول ہی سے برابر سامراج اور اس کے غلاموں کی نازیبا حرکتوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ یہ حرکتیں جو ملکی و غیر ملکی پیمانے پر دو ہرے پہلوؤں کی حامل ہیں "نہ شرقی نہ غربی" پالیسی اختیار کئے جانے کے بعد مزید شدت اور تیزی اختیار کر گئی ہیں، چنانچہ گہوارۂ اسلام ایران پر مسلط کی ہوئی جنگ اسی کا نتیجہ تھی۔ اس سلسلے میں جو حرکتیں اور اقدامات ملکی پیمانے پر مشرق و مغرب سے وابستہ سامراجیوں کے ہاتھوں پارٹی بندی، تفرقہ پردازی اور مشرق و مغرب سے منسلک غیر ملکی گروہوں کی شکل میں انجام پاتے تھے، ان کا سب سے پہلا نشانہ یہ تھا کہ ایران میں اسلامی فوجی طاقت کو تباہ و برباد کر دیا جائے اور اسے کسی بڑی طاقت کا پٹھو اور غلام بنا دیا جائے تاکہ یہ موجودہ نوخیز حکومت اپنے استقلال کو کھو بیٹھے اور گزشتہ زمانہ کی کٹھ پتلی حکومتوں کی طرح مشرق و مغرب میں سے کسی نہ کسی بڑی طاقت کی لونڈی اور داشتہ بن کر رہ جائے۔

ان اقدامات اور سازشوں کا دوسرا پہلو اور نشانہ یہ تھا کہ ملکی و غیر ملکی انقلاب دشمن عناصر کے مشترکہ تعاون اور کوشش سے حکومت جمہوری اسلامی ایران کا تختہ الٹنے میں کامیابی حاصل کی جائے اور اس کی جگہ ایک معتدل (نرم رویہ والی) مشرق و مغرب سے وابستہ حکومت کو برسر اقتدار لایا جائے۔ یہ سازشیں فوجی بغاوتوں کی شکل میں ظاہر ہوئیں، لیکن قائد انقلاب کی ہوش مندی و باریک بینی اور امت اسلامیہ کے اتحاد و یکجہتی کے نتیجہ میں ان کی ساری کی ساری کوششیں ناکام ہو کے رہ گئیں اور حکومتِ اسلامی کی بنیادیں مزید مستحکم اور پائیدار ہو گئیں۔

اسلامی انقلاب کے خلاف ہونے والی سازشوں کا عمیق جائزہ لینے کے لئے اس نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری ہے کہ جب سے انقلابی تحریک نے زور پکڑا، اسی وقت سے ان درندہ صفت عناصر کی سازشوں کا آغاز مختلف عنوانات سے ہو چکا تھا جس کا اصلی مقصد یہ تھا کہ عوام کو ایسے راستوں کی جانب رہنمائی کی جائے جو حقیقت سے دور مشرق یا مغرب سے منسلک اور غیر اسلامی ہوں۔

یوں تو انقلاب اسلامی کے اثر و نفوذ کے کئی پہلو ہیں لیکن ہم اسے جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے چار پہلوؤں میں

تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱- سپر طاقتوں پر اثرات

دنیا کے چالیس مسلم ممالک پر اگر آج ہم نظر دوڑاتے ہیں تو سوائے اسلامی جمہوریہ ایران کے کہیں بھی اللہ کی حاکمیت نظر نہیں آتی بلکہ کہیں شہنشاہ شراب کے نشے میں بدمست عوام کا جینا دوبھر کئے ہوئے ہیں، کہیں سوشلسٹ و کمیونسٹ ڈکٹیٹروں نے غریب مسلمانوں کا گلا دبایا ہوا ہے۔ سپر طاقتوں نے نام نہاد امداد اور قرضوں کا ناقابلِ برداشت بوجھ ڈال کر مسلم ممالک کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ ایسے وقت میں ایرانی سرزمین پر ایک ایسا اسلامی انقلاب ابھرا جس نے سپر طاقتوں کے عزائم کو خاک میں ملادیا۔ لہٰذا سپر طاقتوں کو اپنے محلوں میں دراڑیں پڑتی ہوئی نظر آرہی ہیں اسی لئے امریکہ نے اس انقلاب کو نابود کرنے کی مذموم کوششیں کیں مگر اسے شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ امریکہ نے ہوائی جہاز کے ذریعے جس میں ایران پر ناکام جارحیت کا ارتکاب کیا، مگر اسے عالمی سطح پر بہت بڑی رسوائی اٹھانی پڑی اور کئی ماہ تک اپنی اس شکست کے زخم چاٹنے پڑے۔ امریکی صدر بھی کارٹر اپنی ناکامی کا داغ لئے حکومت سے علیحدہ ہوا۔ اسی طرح روس کو ناکامی و نابودی کا منہ دیکھنا پڑا۔ سپر طاقتوں کو سب سے بڑی فکر اس انقلاب کے دنیا میں پھیلاؤ سے لاحق ہے کیونکہ یہ انقلابِ اسلامی اور غیر علاقائی نظریاتی انقلاب ہے جس نے بڑی طاقتوں کو ہر جگہ للکارا اور رسوا کیا ہے۔

امریکہ، روس اور برطانوی سامراج کی پالتو ریاست اسرائیل کو اس سے خطرہ لاحق ہے کیونکہ یہ انقلاب اپنے اندر ایسی قوتِ ایمانی رکھتا ہے کہ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد اسرائیلی وجود کو اپنے اندر بہالے جائے گا۔

خود یورپ اور امریکہ کے باسیوں پر جو گہرے نقوش ثبت کئے ہیں ان کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اسی طرح لبنان میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کو لبنانی مسلم عوام نے جو دھچکا لگایا ہے وہ ان کے جیونا پاک کے لئے ایک ضربِ کاری سے کم نہیں۔

افغانستان میں روس کی شیطانی قوت کو افغان انقلابی مسلمانوں نے ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں۔ یہ سب ثمراتِ انقلابِ اسلامی کی وجہ سے ہیں۔

۲- مشرقِ وسطیٰ اور اسلامی دنیا پر اثرات

مشرقِ وسطیٰ اور اسلامی ممالک کے عوام مسلسل ڈکٹیٹر سلاطین کے خونی پنجوں میں جکڑی ہوئی زندگی گزار رہے ہیں۔ اب مصر، مراکش، اردن، کویت، عراق وغیرہ کے مسلم عوام کے حوصلے بلند ہیں اور وہ انقلابِ اسلامی کی بدولت اپنے امریکی پٹھو سلاطین کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان امریکی کاسہ لیسوں کو اپنی رسوائی صاف نظر آرہی ہے۔ اسلامی رجحان مسلسل بڑھ رہا ہے۔ مسلم عورتوں نے نہ صرف ایران میں بلکہ ہر اسلامی ملک میں پردہ کرنا شروع کردیا ہے۔ عراقی بعثی حکمرانوں کو اپنی موت سامنے نظر آرہی ہے۔ وہ دن دور نہیں جب تمام دنیا پر کلمۂ توحید جاری و ساری ہوگا۔

لبنانی عوام نے اب جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اسرائیل کے پیکر پر کاری ضربیں لگانی شروع کردی ہیں۔ الغرض اس انقلاب کے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی ہر لحاظ سے عالمِ اسلام پر گہرے آثار ظاہر ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

۳- افریقی و یورپی ممالک پر اثرات

چونکہ یہ انقلاب ایک آفاقی و عالمی انقلاب ہے۔ لہٰذا دنیا

(باقی صفحہ ۳ پر)

سرزمین ایران

صوبۂ زنجان

اکیسویں قسط

صوبۂ زنجان

پورا صوبہ تقریباً کوہستانی منطقہ ہے۔ جو شمال میں صوبہ گیلان، مغرب میں صوبہ مغربی آذربائیجان و کردستان، جنوب میں صوبہ ہمدان اور مشرق و جنوب مشرق میں صوبہ تہران (کرج) سے متصل ہے۔ اس صوبہ کا رقبہ ۳۶۳۹۸ مربع کلومیٹر ہے۔

شہر زنجان

یہ شہر صوبے کا مرکز ہے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے مشہور جغرافیہ داں حمداللہ مستوفی نے جو مغل سلسلے کے ایلخانی خاندان کا نامور وزیر تھا اس شہر کے بارے میں لکھتا ہے کہ اسے ساسانی خاندان کے بادشاہ اردشیر

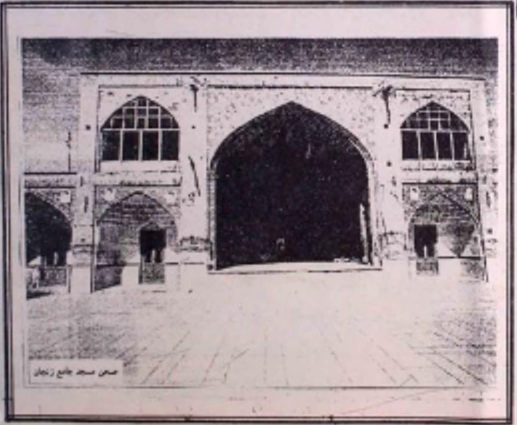

صحن مسجد جامع زنجان

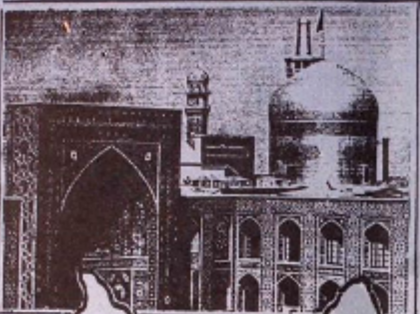

مرقد امام رضا علیہ السلام (مشہد)

بالکان نے آباد کیا تھا۔ ابتدا میں اس کا نام "شہین" تھا یعنی ایسی جگہ جسے شاہوں سے نسبت دی جا سکے مگر وقت گزرنے کے ساتھ بعض تاریخی وجوہ کی بنا پر اس کا نام زنگان ہو گیا جسے عربوں نے تبدیل کر کے زنجان کر دیا۔

عہد قدیم سے اب تک یہاں ایسے عوامل کار فرما رہے ہیں جن کے باعث یہ شہر ہمیشہ وسعت پذیر ہوتا رہا۔ ان میں سے جو خاص و اہم ہیں وہ ذیل میں درج ہے۔

۱۔ یہ شہر اس شاہراہ پر واقع ہے جو تہران کو تبریز سے متصل کرتی ہے۔ اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے چونکہ قافلے اس جگہ قیام کرتے تھے اسی لئے مسافرین کی سہولت کے لئے یہاں متعدد قہوہ خانوں کا رواں سراؤں اور انواع و اقسام کی قیام گاہوں (مسافر خانہ و مہمان سرا جیسی عمارات) کا وجود عمل میں آیا۔

۲۔ کاشتکاری کے ساتھ مویشیوں اور پرندوں کی پرورش کے سازگار مواقع۔

۳۔ اس جگہ کو چونکہ انتظامی و اداری اور سیاسی اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے اسی لئے یہ مقام صوبے کے اداری امور کا مرکز بن گیا۔ اور اسی وجہ سے اس شہر کی آبادی میں اضافہ بھی ہوا۔ چنانچہ آبادی میں افزائش کے باعث یہاں بہت سے صحت عامہ و دیگر عوامی خدمات کے مراکز قائم کئے گئے۔ اور انہی اسباب کی بنا پر شہر کی حدود میں بھی توسیع ہو رہی ہے۔

تاریخی اور متبرک مقامات

پل دختر اس کی تعمیر دریائے قزل اوزون پر زنجان اور میانہ کے درمیان دسویں صدی ہجری کے دوران

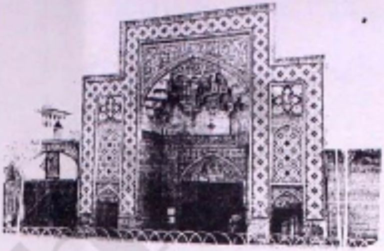

سردر ورودی غربی مسجد نبی

کی گئی تھی۔ یہ سنگی پایوں اور زمین محراب دار چشموں پر قائم ہے۔ اس پل پر جو کتبہ نصب ہے اس میں سنہ تعمیر ۹۲۳ھ درج ہے۔

مرقد مطہر سید ابراہیمؑ امام زادہ ام البنین: آپ کا آستانہ قریہ سلطان کندہ میں واقع ہے۔

روضۂ قیدار ابن اسمٰعیل: قیدار نامی مقام پر ہے۔

مزارات اولیائے دین کے علاوہ زنجان کی جامع مسجد بھی قابل دید عمارت ہے۔ یہاں کے لوگ عام طور پر جفاکش و محنت پسند واقع ہوئے ہیں جن میں سے اکثر کا پیشہ کاشت کاری، مویشیوں کی پرورش اور شہد کی مکھیاں پالنا ہے۔ زراعت و کاشت کے ذریعے جو اشیاء و اجناس یہاں پیدا ہوتی ہیں ان میں چاول، گیہوں، روئی اور دیگر اناج قابل ذکر ہیں۔

یہاں زیتون، شہتوت، انجیر، اخروٹ، فندق، بادام اور انار کے درختوں کے علاوہ انگور کی بیلیں بھی بکثرت ہوتی ہیں۔ اس صوبے میں ایسے بہت سے درخت موجود ہیں جو قدیم زمانے کی یادگار ہیں۔

شہر قزوین

اس شہر کے وجود میں آنے کی وجہ حمد اللہ مستوفی نے اپنی تالیف "تاریخ گزیدہ" میں یہ بیان کی ہے کہ شاپور ذوالاکتاف نے جب روم کے سپاہیوں سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے راہ فرار اختیار کی اور ایران کی جانب اس نے رخ کیا تو اسے یہاں کسی جگہ بھی پناہ نہ ملی۔ یہاں تک کہ وہ سرگرداں و پریشاں حال موجودہ سرزمین قزوین تک پہنچ گیا۔ اور یہاں دریا کے کنارے قیام کیا۔ حسن اتفاق سے اس جگہ اسے اپنی فوج کے ایسے چند سردار مل گئے جو اس کی طرح قیصر روم سے بچ کر یہاں پناہ گزیں ہو گئے۔ اور دریا کے نزدیک پہاڑوں میں مقیم تھے۔ ان سرداروں نے ایسے وقت میں اپنے آقا کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ مل کر قیصر کے خلاف جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس مرتبہ فتح و کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اس فتح و نصرت کے بعد شاپور ذوالاکتاف کے سپاہیوں نے اس سرزمین کو سعد و مبارک سمجھا اور ایک شہر کی بنیاد رکھی جس کا نام انہوں نے کژوین قرار دیا جو بعد میں معرب ہو کر "قزوین" ہو گیا۔

ایران کے اکثر و بیشتر شہروں کی طرح شہر قزوین کے بھی دو رخ ہیں۔ ان میں سے ایک وہی قدیم و روایتی شہر ہے اور دوسرا جدید۔ قزوین اپنی شاندار تاریخی حیثیت اور فوجی اعتبار سے اہمیت کے علاوہ اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی بعض خصوصیات کا حامل ہے۔ چونکہ

آئینه کاری ایوان شمالی امامزاده حسین (ع)

سردر ورودی شمالی و گنبد امامزاده حسین (ع)

یہاں کی زمین کاشتکاری کے لئے بہت مناسب ہے اسی لئے یہاں عہد قدیم سے ہی زراعت کے امکانات فراوانی سے مہیا رہے ہیں اور یہ شہر ہمیشہ زراعت و کاشتکاری کا مرکز رہا ہے۔ جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے یہ منطقہ ایسے پل کی مانند ہے جس نے نہ صرف ملک کے شمالی و مغربی مناطق کو پایۂ تخت ایران سے متصل کر رکھا ہے۔ بلکہ اس کے ذریعہ مغربی ممالک کے ساتھ بھی ربط و تعلق قائم ہے۔ اور اسی وجہ سے ملک کی صنعت و حرفت کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آج بھی اس شہر کا شمار ملک کے اہم صنعتی مراکز میں ہوتا ہے۔

قزوین کے مقدس مقامات

مسجد جامع کبیر یا جامع کبیر قزوین کی مساجد میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق یہ بات دعوے کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ نہ صرف قزوین بلکہ پورے ملک ایران میں یہ بے نظیر و بے مثال ہے۔ اس کے پرشکوہ گنبد و مینار، وسیع و فراخ دالان، چونے کی آستر کاری پر کندہ نقش و نگار اور شاندار دروازے سلجوقی (۴۳۳ تا ۶۸۲ھ) اور صفوی (۹۰۵ تا ۱۱۴۸ھ) عہد کی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے پیش کرتے ہیں۔

مسجد حیدریہ

یہ چھٹی صدی کے آخری اور ساتویں صدی ہجری کے ابتدائی دور کی عمارت ہے۔ اسی مسجد کی اصل عمارت میں سے بس ایک ایسا خشتی دالان باقی رہ گیا ہے جس کی اب چھت بھی نہیں۔ اس کی محراب پر چونے کی آستر کاری پر جو نقش و نگار کندہ کئے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں۔

حمد اللہ مستوفی کا مقبرہ

خشتکاری کے گنبدی برج کے باعث یہ آٹھویں صدی ہجری کی یادگار عمارت ہے۔ مقبرے کی اصل عمارت مدوّر برج، شکم برج اور روغنی خشتوں پر منقش کتبات پر مشتمل ہے۔ گنبد بھی خشتی ستونوں پر قائم ہے جو اوپر نوک کے قریب مخروطی شکل اختیار کر گیا ہے۔

روضۂ امام زادہ حسین

آپ امام رضاؑ کے فرزند دلبند ہیں۔ آپ کا روضہ صفوی عہد کی یادگار ہے اگرچہ اس کا شمار مقدس مقامات میں ہوتا ہے مگر اس سے صرف نظر، یہ عمارت فن تعمیر کے اعتبار سے بھی قابل دید ہے۔

مسجد النبیؐ

وسعت، عظمت، طرز تعمیر، بنیادوں کی پائیداری اور اس حسن ذوق و خوش سلیقگی کے باعث جس کو اس مسجد کی آرائش میں بروئے کار لایا گیا ہے اس مسجد کا شمار شہر قزوین کی عظیم مساجد میں ہوتا ہے۔

سقاخانه امامزاده حسین (ع)

چہل ستون یا عمارت کلاہ فرنگی

(قزوین کا نوادر خانہ) یہ عمارت کسی زمانے میں بہت ہی وسیع باغ کے درمیان واقع تھی۔ مگر چونکہ اس کے اطراف میں چوڑی چوڑی سڑکیں اور جدید طرز کی عمارات بن گئی ہیں اسی لئے باغ کا بہت بڑا حصہ ان عمارات اور سڑکوں کی زد میں آ گیا۔ موجودہ عمارت کی مرمت قاجاری (۱۱۹۶ء تا ۱۳۴۲ ہجری شمسی) عہد حکومت میں اس شہر کے فرمانروا سعد السلطنۃ نے کرائی اور اس جگہ کا نام چہل ستون رکھا۔

عالی قاپو کا صدر دروازہ

قزوین میں یہ صفوی دور کی وہ عظیم الشان عمارت ہے جو اپنے وسیع و عریض صحن، شاندار عمارات اور دلکش باغات کی وجہ سے مشہور تھی۔ پوری عمارت میں سات دروازے تھے جن میں سے ایک کا نام عالی قاپو تھا۔

شہر قزوین کی دیگر دلکش عمارات میں روضۂ چہار انبیاء، آستانۂ امام زادہ علی، آستانۂ امام زادہ اسمٰعیل، مقبرۂ آمنہ خاتون اور مقبرۂ حلیمہ خاتون قابل ذکر ہیں۔ یہاں کی مساجد میں مسجد جامع عتیق اور مسجد حیدریہ اپنی شان و شوکت کے باعث مشہور و معروف ہیں۔ عزاخانوں میں حسینیۂ امینی ہا قابل دید عمارت ہے۔ قزوین کے دیگر قابل دید مقامات میں آبیک، الموت، بوئین زہرا، اوج اور طارم سفلی بھی شامل ہیں۔

قصبۂ ابہر

یہ تہران سے ۲۲۷.۵ کلومیٹر دور ایسے کوہستانی سلسلے کے درمیان واقع ہے جہاں کی آب و ہوا معتدل ہے۔ اس قصبے کی آبادی اور وسعت پذیری میں دریائے ابہر کی روانی، سازگار آب و ہوا، قلعجات کا وجود، فوجی چھاؤنی اور کاروباری معاملات کے علاوہ دیگر موافق جغرافیائی عوامل بھی شامل ہیں۔ پورے قصبے کو جدید و قدیم حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جدید حصے کی تعمیر میں جس طرح نقشہ کشی کی گئی ہے اور عمارات میں جس قسم کا مصالحہ استعمال کیا گیا ہے اس کی بناء پر جدید حصہ قدیم حصے سے قطعی ممتاز و نمایاں ہے۔

سلطانیہ

یہ قصبہ اس عظیم اسلامی شہر کی یادگار ہے جس کی بنیاد آٹھویں صدی ہجری کی ابتدا میں رکھی گئی تھی۔ اس شہر کی تعمیر کا حکم پہلی مرتبہ مغل خاندان کے بادشاہ ارغون خان نے دیا تھا۔ مگر چونکہ اس کی عمر نے وفا نہ کی اسی لئے اس کی وفات کے باعث یہ شہر نامکمل رہ گیا۔

ارغون خان کے بعد [illegible] ہجری میں موسم بہار کے دوران سلطان محمد خدا بندہ نے تمام امرا کی موجودگی میں اعلان کیا کہ اس شہر کے چاروں طرف ایسی فصیل بنائی جائے جس کا قطر تین ہزار قدم ہو۔ اور اس کے درمیان ایسے قلعہ کی تعمیر کی جائے جس کا قطر دو ہزار قدم ہو۔ نیز قلعے کی عمارت میں تراشیدہ پتھروں کا استعمال کیا جائے۔ اس قلعے کی دیواروں کا عرض اتنا تھا کہ اس پر چار سوار ایک دوسرے کے برابر چل سکتے تھے۔ یہ قلعہ مربع قطع زمین پر تعمیر کیا گیا تھا اور اس میں سولہ برج تھے۔ مشرق وسطیٰ کی عمارات میں اس تاریخی عمارت کا گنبد سب سے زیادہ وسیع و عریض ہے۔ یہ گنبد تہران زنجان شاہراہ پر شہر سلطانیہ سے ۴۳ کلومیٹر دور واقع ہے۔ عہد قدیم میں اس شہر کو خاص شہرت حاصل تھی۔ مگر آج یہ جگہ اپنے گنبد کی وجہ سے معروف ہے چنانچہ اسے دیکھنے کے لئے دور دور سے سیاح یہاں آتے ہیں۔ سلطانیہ درحقیقت ملک کے اس حصے میں واقع ہے جہاں کی آب و ہوا بہت سرد ہے۔ چنانچہ یہاں موسم سرما میں سخت برفباری ہوتی ہے اور گرمی کے موسم میں درجۂ حرارت معتدل رہتا ہے۔ جاڑوں میں اگر ہر طرف کہرا چھایا رہتا ہے تو گرمی میں یہاں ہر وقت ہوا چلتی رہتی ہے۔

خرم درہ

یہ درہ زنجان کے مشرق میں اس جگہ سے ۸۵ کلو میٹر دور اور ابہر سے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور چونکہ اس شاہراہ پر واقع ہے جو تہران سے ترکی کی سرحد تک جاتی ہے اسی لئے یہ قصبہ کافی وسیع ہو گیا ہے۔

صوبہ زنجان کے دیگر قصبات میں تاکستان اور شہرستان خدا بندہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔ ○

درس پنجاہ و پنج

اثبات و نفی

فعل وہ کلمہ ہے جو گزشتہ، حاضر یا آئندہ زمانے میں کسی کام کے ہونے، حکم دینے یا کسی حالت کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

چاروں انواع جملہ میں کام کے کرنے، حکم دینے یا کسی حالت کے وجود کو فعل کے ذریعہ کسی چیز یا جاندار سے نسبت دی جاتی ہے۔ یعنی اُس کام یا اس حالت کا تعلق اُس شخص سے جوڑتے ہیں۔
یہ نسبت دو طرح دی جاتی ہے، ایک مثبت و دیگر منفی!

پرویز آمد۔	پرویز نیامد۔
دیوار سفید است۔	دیوار سفید نیست۔
خانہ آتش گرفت۔	خانہ آتش نگرفت۔
ہوا صاف شد۔	ہوا صاف نشد۔

ہر فعل ممکن ہے کہ منفی صورت میں بھی لایا جائے۔ فعل منفی کی علامت "ن" ہے۔ جو مادہ فعل سے پہلے آتی ہے۔

نرفت۔ نیامدی۔ نگفتم۔ نگویم۔ نکنی۔ نرفتہ بود۔ نخفتہ ام۔

فعل کا ہر ایک صیغہ دو صورتیں رکھتا ہے: مثبت و منفی۔
صیغہ منفی کی علامت حرف "ن" ہے جو فعل سے پہلے پیوست کیا جاتا ہے۔
فعل امر کی منفی صورت کو "فعل نہی" کہتے ہیں۔
ادبیات فارسی میں نہی کی علامت "ن" کے بجائے "م" ہے۔

جو فعل ایک سے زیادہ اجزا رکھتے ہیں اُن میں جزو اول حرف نفی سے پہلے آتا ہے۔

برنیامد۔ بیرون نرفتم۔ کار نکردم۔ در نرفت۔ پیش نکشید۔

جن فعلوں میں جزء پیشین "ب" استعمال ہوتا ہے، منفی صورت میں اس جز کو ہٹا دیا جاتا ہے:

برود = نرود۔ بکنم = نکنم۔ بشود = نشود۔

جن فعلوں میں جزء پیشین "می" لایا جاتا ہے۔ اُن میں حرف نفی "می" سے پہلے آتا ہے، نہ کہ مادہ فعل سے قبل:

نمی رفتم۔ نمی گویم۔ نمی دیدی۔ نمی آید۔ نمی رویم۔

فعل امر کی منفی صورت کو "نہی" کہتے ہیں۔ نہی یعنی کسی کو کام سے روکنا۔

ادبیات فارسی میں نہی کی علامت "ن" کے بجائے حرف "م" ہے۔

مکن، مرو، منشین، مخوان، مشنو، مگوی، مخواه، مپوی:

مکن کہ کوکبۂ دلبری شکستہ شود (حافظ)

ہما در دت آید مرو باز جای (فردوسی)

چو آید بہ نزدیک خویشش مخوان (فردوسی)

مشنوای دوست کہ غیر از تو مرا یاری ہست

(سعدی)

وگر باز گردم بہ مردم مدار

(فردوسی)

جدید فارسی میں فعل نہی کے لئے گفتگو اور تحریر دونوں میں وہی حرف "ن" لگایا جاتا ہے:

نکن، نرو، نخوان، نشنو، نگو، نخواه، نفرست۔

لیکن شاعری میں وہی قدیم صورت حرف "م" کے ساتھ رائج ہے۔

قدیم فارسی ادبیات میں غالباً جہاں کہیں بھی جزء پیشین "می" استعمال ہوتا تھا، اس کی منفی صورت میں، حرف نفی، اس جزء "می" کے بعد لایا جاتا تھا۔

مرغ مألوف کہ با خانہ خدا انس گرفت
گر بہ سنگش بزنی جای دگر می نرود

(سعدی)

گاہے جزء پیشین "ب" نہیں ہٹایا جاتا تھا بلکہ حرف نفی سے قبل لگایا جاتا:

غم مخورای دوست کاین جہان بنماند
وآنچہ تو می بینی آن چنان بنماند

مگر یہ صورت آج کل قطعاً مستعمل نہیں ہے

گاہے نفی میں تاکید کے لئے فعل مثبت صورت میں آتا ہے اور حرف نفی جملہ کے شروع میں، نہاد سے قبل لگایا جاتا ہے۔ اس حالت میں حرف "نہ" جدا و مستقل کلمے کی مانند لکھتے ہیں۔ اس صورت میں یہ "قید نفی" مانا جاتا ہے۔

نہ چنین است = چنین نیست۔

نہ ہر کہ آینہ سازد سکندری داند = ہر کہ آینہ سازد سکندری نداند۔

نہ او مرد این کار دشوار بود = او مرد این کار دشوار نبود

نہ کز راہ منزلت ماندہ مرد را =

البتہ اس حالت میں منفی صورت میں فعل کا لانا درست نہیں ہے:

"من نہ کار او را نمی پسندم" غلط ہے۔ اور اسی طرح اس قبیل کے تمام جملے غلط ہیں:

نہ من نہ تو این سخن را نگفتہ ایم۔

نہ پدرم نہ مادرم نیامدند۔

ان کو اس طرح کہا جائے:

نہ من این سخن را گفتہ ام نہ تو

نہ پدرم آمد نہ مادرم۔

قدیم فارسی ادبیات میں، قید نفی "نہ" کی جگہ کلمہ "نی" بھی استعمال کیا گیا ہے:

ماہی از سر گندہ گردد نی ز دم۔

○ ○ ○

اے مُسلمانو!
اگر با عزت زندگی بسر کرنا ہے تو متحد ہو جاؤ

(از: محمد اسلم رضوی، قمی)

ہم مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں، ہمارے لئے بیحد حساس ہو چکا ہے۔ جبیں ہر طرف اسلام دشمن طاقتیں سر اٹھا رہی ہیں۔ خاص کر یورپ اور امریکہ کی طرف سے جو منظم سازش ہو رہی ہے وہ ہر مسلمان کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ان کا مقصد اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے یہ اور بات ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شریعت مقدسہ ہمیشہ رہیگی اسے کوئی فنا نہیں کر سکتا۔

اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کبھی رنگیلا رسول نامی کتاب شایع ہوتی ہے تو کبھی (SATANIC VERSES) (آیات شیطانی) جیسی کتاب سامنے آتی ہے اور کبھی اسلامی اصول و قوانین کا استہزاء ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب تک اسلام کے یہ قسم خوردہ دشمن اپنی سازش میں صد در صد کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کب تک اسلام کے خلاف اسی طرح سازشیں ہوتی رہیں گی؟! کب تک شریعت محمدی کی ہتک حرمت ہوتی رہیگی؟ اور کب تک اسلامی احکام و قوانین کا مذاق اڑایا جاتا رہیگا؟

ہمیں چاہیے کہ ہم ان سوالوں کو بیحد سنجیدگی سے حل کر لیں۔ ورنہ روز بروز اسی طرح قعر ذلت میں گرتے جائیں گے اور پھر ایک زمانہ یہ آجائیگا کہ سر اٹھانے کے لائق بھی نہ رہ جائیں گے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

(خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جسے اپنی حالت بدلنے کا خود خیال نہ ہو)

یہ فکر درست نہیں ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور خدا پر توکل کر لیں ـــــ اگر ہم باعزت زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہم کو سخت جد و جہد کرنا پڑے گی ـــــ سنگلاخ اور دشوار گزار راہوں کو طے کر کے ہی شہر عزت میں داخل ہونا ہوگا۔ اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پہلا مرحلہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کا ہے کیونکہ جب تک ہم آپس میں متحد نہ ہوں گے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اگر ہم نگاہ غائر سے جائزہ لیں تو اس نتیجے پر پہونچیں گے کہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور انحطاط کی سب سے بڑی وجہ آپسی اختلاف ہے۔ اور سامراجی قوتوں کی سب سے بڑی کوشش مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ دشمن اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ مشرق وسطی میں اسرائیل کو مضبوط بنانے کے لئے یہودی اور عیسائی تو ایک ہو جائیں۔ جبکہ ان کا پیغمبر الگ، ان کی کتاب الگ، ان کی پوری شریعت مختلف پھر بھی یہ متحد ہیں۔ لیکن ہمارا نبی، کتاب، توحید، قبلہ، سب مشترک ہیں پھر بھی ہم آپس میں ایک دوسرے کی جان کو ارزاں سمجھ رہے ہیں، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آرہے ہیں۔

اگر ہماری یہی صورت حال رہی تو ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ ہم سب اسلام دشمن عناصر کے غلام بن جائیں گے۔ فی الحال تو ہماری اکثر حکومتیں ان کی غلامی کو فخر سمجھ رہی ہیں۔ لیکن ابھی اسلام میں نسبتاً خودداری باقی ہے۔ اگر ہم دنیا میں خود کو خوددار قوم کی حیثیت سے پہچنوانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے سب سے اہم کام اتحاد ہے۔ دنیا کے ہر ایک مسلمان کے غم کو اپنا غم سمجھیں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی۔ نہ کوئی نسلی امتیاز ہونا چاہیئے اور نہ ہی کوئی علاقائی فرق۔ نہ دولت معیار قرار دینا چاہیئے نہ ہی شہرت و اقتدار کو ـــــ جو بھی اسلام کے مضبوط قلعہ میں داخل ہو جائے اسے اپنا بھائی سمجھنا چاہیئے، اس کی عزت کو اپنی

(باقی صفحہ [illegible] پر)

فارسی کے ادبی لطائف

ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی

بھی لوگ روزمرہ کی زندگی میں یہ دیکھتے اور احساس کرتے ہیں کہ بعض افراد حاضر جواب "پُرمذاق" بذلہ سنج اور نکتہ رس ہوتے ہیں۔ جو بات بات میں کچھ نہ کچھ مزاح کا پہلو نکال لیتے ہیں۔ اس وقت کی گفتگو میں فارسی ادب کے ایسے ہی کچھ افراد کی حاضر جوابی اور بذلہ سنجی کے بعض نمونے پیش کرتا ہوں —— ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ غزالی مشہدی عراق گیا۔ وہاں کے شعراء نے غزل کے لئے مصرع طرح رکھا اور غزالی سے بھی طبع آزمائی کی فرمائش کی۔ غزالی نے دانت کے درد کا بہانہ کیا اور طرح پر غزل نہ کہی۔ جس پر عالمی سیرازی نے یہ قطعہ کہہ کر غزالی کو بھیج دیا:!

غزالی آن سخن پرداز کاندر شاعری خود را
چنان داند کہ شاگرد اند خاقانی و حسانش
بشیراز آمد و چون شعرے درمیان افتاد
زبہر امتحان تکلیف فرمودند یارانش
بہانہ درد دندان کرد و دندان باشدش کندن
اگر خواہد کہ گوید شعر باید کند دندانش

یعنی غزالی شاعری میں ایسا مغرور ہے کہ خاقانی اور حسان کو اپنا شاگرد سمجھتا ہے جب وہ شیراز آیا اور اس کے دوستوں نے بطور امتحان غزل کی فرمائش کی تو اس نے دانت میں درد کا بہانہ کیا۔ جس کا علاج (دانت کا) اکھڑوانا ہے۔ (اس لئے) اگر وہ شعر کہنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے دانت اکھڑوا ڈالے

امیر تیمور سمرقند اور بخارا کا رہنے والا تھا۔ اس نے دنیا بھر کے شہروں کو لوٹ لوٹ کر سمرقند و بخارا کو آراستہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس نے شیراز فتح کیا تو حافظ کو بلایا اور اس کی غزل کا یہ شعر پڑھا۔

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

یعنی اگر وہ شیرازی محبوب میرے دل کو اپنے قبضہ میں کرلے تو میں اس کے ایک تل کے عوض میں سمرقند اور بخارا کو بخش دوں گا۔

یہ شعر سنا کر امیر تیمور نے حافظ سے کہا:

"میں نے سمرقند و بخارا کو معمور کرنے کی خاطر ساری دنیا سے جنگیں کیں اور تم میرے ان محبوب شہروں کو اپنے محبوب کے تل پر لٹائے دے رہے ہو۔"

حافظ نے جواب دیا:

" اے امیر! ان ہی فضول خرچیوں کی وجہ سے تو میں فقیر ہو رہا ہوں۔"

عام طور سے ظریف شعراء اور ادباء فی الوقت جواب دینے اور طنز و مزاح کرنے میں کبھی نہیں چوکتے۔ سنا ہے کہ جب فیضی بیمار ہوا تو ملا دو پیازہ بھی عیادت کے لئے فیضی کے گھر پہنچا۔ فیضی نے ملا دو پیازہ کی صورت دیکھتے ہی غل مچانا شروع کیا کہ

" الٰہی! مرنے سے پہلے مت مار کہ میں ابھی بیمار ہوں اور فرشتہ موت کا آپہنچا!"

ایک بار اکبر بادشاہ کی موجودگی میں وجود ملائکہ پر بحث ہو رہی تھی جس میں ایک طرف ابوالفضل اور فیضی تھے اور دوسری طرف ملا دو پیازہ۔ جب بحث ختم ہوئی تو ملا دو پیازہ نے اکبر سے دست بستہ عرض کیا:

" حضور! اگر اجازت دیں تو بندہ فرشتوں کو مجسم دکھلا دے۔"

اکبر نے کہا:

" اگر یہ ممکن ہے تو اس سے اور کیا بہتر ہے؟ بحث ناحق اور فضول ہے۔ فرشتوں کو دکھا دو چلو چھٹی ہوئی۔"

اس پر فیضی نے (ہنس کر) ملا دو پیازہ سے کہا:

" اگر تم فرشتوں کو دکھا دو تو میں آج سے علاوہ فضیلت عالمانہ کے با عمل عامل بھی مان لوں گا۔"

یہ سن کر ملا دو پیازہ نے (عالموں کی ایک جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا:

" دیکھو مجسم فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں۔"

فیضی نے چھوٹتے ہی جواب دیا:

" مجھے تو یہ شیطان معلوم ہوتے ہیں۔"

اس پر ملا نے کہا:

"شیطانوں کو شیطان ہی نظر آتا ہے۔"

فیضی نے پھر کہا۔

"اچھا ہم آپ کو کیسے دکھائی دیتے ہیں؟"

(تھوڑے توقف کے بعد) ملا دو پیازہ نے کہا۔

"اس وقت مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

شعراء اور ادباء نے بعض اوقات لطافت و ظرافت پیدا کرنے کے لئے نام سے فائدہ اٹھا کر مطلب کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

مثلاً ایک مرتبہ فیضی نے عرفی شیرازی کو دعوت دی۔ جب عرفی، فیضی کے یہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دو کتے کے بچے فیضی کے پاس بیٹھے ہیں اور وہ ان کو پیار کر رہا ہے۔ اس پر عرفی نے مذاق کے طور پر فیضی سے پوچھا۔

"ایں مخدوم زادہ ہا چہ نام دارند؟"

یعنی ان مخدوم زادوں کے کیا نام رکھے ہیں؟

فیضی نے جواب دیا۔

"اسم عرفی" یعنی معمولی نام یا عرفی۔

عرفی نے کہا۔

"مبارک باشد" یعنی مبارک ہو۔ لطف کی بات یہ ہے کہ فیضی کے باپ کا نام مبارک تھا۔

نام سے فائدہ اٹھانے کے علاوہ کبھی کبھی بذلہ سنج افراد ایک ہی لفظ کے دوسرے معنی مراد لے کر مطلب میں لطف پیدا کر دیتے ہیں۔

مثلاً جب عرفی بستر مرگ پر پڑا تھا۔ اس وقت فیضی اور ابوالفضل اس کی عیادت کو گئے اور پوچھا۔

"ما کیانیم؟" یعنی ہم کون ہیں؟ لیکن "ماکیان" فارسی میں مرغی کو بھی کہتے ہیں۔ اس اتفاق سے فائدہ اٹھا کر عرفی نے جواب دیا۔

"مرغ روحم بپرواز۔ حاجت ماکیان ندارم۔" یعنی میرا مرغ روح پرواز کرنے کو ہے۔ مجھے مرغی کی ضرورت نہیں۔

جہاں فارسی ادب میں اس طرح کے لطائف ملتے ہیں وہیں بہت سے لطائف ایسے بھی ہیں، جس میں ایک شاعر، دوسرے کی بات کا جواب دینے میں ایک مصرع یا شعر فی البدیہہ دوسرا چبھتا ہوا مصرع لگاتا یا شعر کہہ دیتا جس سے مطلب کہیں کا کہیں پہنچ جاتا۔

اسی طرح سنا ہے کہ خواجو کرمانی اور عصمت میں خوب نوک جھونک چلا کرتی تھی۔ ایک بار ایک جشن میں سلطان ابوسعید بہادر نے خواجو کرمانی کے آنے پر عصمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لو! تمہارا دوست آ گیا۔ کیا تم اس سے گرم جوشی سے نہیں ملو گے؟"

عصمت نے ایک شعر کے دوسرے مصرع میں کرمان کو شہر کے بجائے "کیڑوں" کے معنی میں استعمال کر کے جواب دیا۔

خواجو نگر! خواجو نگر! خواجو ز کرمان آمدہ

کرمان ز گُہ بیرون شوند این گُہ ز کرمان آمدہ

یعنی خواجو کو دیکھو! خواجو کو دیکھو! خواجو کرمان سے آیا ہے اور کرمان یعنی کیڑے غلاظت سے باہر نکلتے ہیں اور یہ غلاظت کیڑوں سے آئی ہے۔

کچھ اسی طرح لفظی ظرافت جہاں آرا اور سعید اشرف مازندرانی کی گفتگو میں بھی ملتی ہے۔

جہاں آرا نے سعید اشرف سے پوچھا۔

"آپ کیا کھائیں گے؟"

سعید اشرف نے کہا۔

"سنبوسہ جبین" یعنی جبین کا سنبوسہ یا یہ کہا جائے کہ بغیر "ن" کا سنبوسہ یعنی بوسہ۔

اس پر جہاں آرا نے کہا۔

"از مطبخ مادر یاب" یعنی میرے باورچی خانہ سے لے لو۔ اور اگر اس جملہ میں "ما" اور "در" کو ملا کر "مادر" یعنی "از مطبخ مادر یاب" پڑھا جائے تو مطلب ہوگا (اپنی) ماں کے مطبخ سے لے لو۔

جہاں فارسی ادب میں اس طرح کے لطائف ملتے ہیں وہیں بہت سے لطائف ایسے بھی ہیں، جس میں ایک شاعر، دوسرے کی بات کا جواب دینے میں ایک مصرع یا شعر فی البدیہہ دوسرا چبھتا ہوا مصرع لگاتا یا شعر کہہ دیتا جس سے مطلب کہیں کا کہیں پہنچ جاتا۔

ایک دن جب سردی خوب پڑ رہی تھی اور برف باری بھی ہو رہی تھی۔ رشید الدین وطواط، ادیب صابر کے گھر پر اس سے ملنے گیا۔ اس نے کہلا دیا کہ وہ مکان پر نہیں ہے۔ رشید وطواط کو شبہ ہوا کہ وہ گھر پر موجود ہے، اس لئے وہ یہ شعر فی البدیہہ لوگوں کو سنا کر واپس آ جاتا تھا۔

آں کس کہ بروں رود دریں روز

غیر از زن غر بگو دگر کیست

یعنی ایسے دن سوائے فاحشہ اور بدکار عورت کے کون اپنے گھر سے نکلے گا؟

یہ سن کر ادیب صابر خاموش نہ رہ سکا۔ اس نے اپنے مکان کی کھڑکی سے سر نکال کر جواب دیا۔

من در حرم سرائے خویشم

پیداست کہ در بروں در کیست

یعنی میں تو اپنے گھر ہی میں ہوں اور ظاہر ہے کہ دروازہ پر

کون ہے؟

ایک دن سلطان خضر بن ابراہیم سمرقندی نے عمعق بخاری سے پوچھا:

"تمہاری رائے میں رشید الدین وطواط کے شعر کیسے ہوتے ہیں؟"

عمعق نے جواب دیا:

"خوب ہیں۔ لیکن نمکین نہیں۔"

اتنے میں رشید وطواط بھی آگیا اور بادشاہ نے عمعق کی رائے سے رشید کو مطلع کیا اور حکم دیا کہ "کوئی شعر اس کے جواب میں موزوں کرو۔"

رشید نے عرض کیا:

شعرہائے مرا بے نمکی | عیب کردی روا بود شاید

بس کہ در جان نگار و چشم بیدارم توئی

ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

یعنی تو میری جان اور آنکھوں میں اس طرح بسا ہوا ہے کہ مجھے جو بھی دور پر نظر آتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تو ہے —

— اس پر ایک شخص نے مذاق کے طور پر پوچھا:

"گر خری پیدا شود" — یعنی اگر کوئی گدھا نظر آتا ہے۔

اس پر جامی نے (اس کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے کہا:

"من باز پندارم توئی۔" یعنی میں پھر بھی یہی جانوں گا کہ تو ہے۔

بعض اوقات شعراء اور ادبا لفظوں کے ہیر پھیر سے بھی کوئی معنی مراد لیا کرتے ہیں۔

سے آ کر شکایت کی کہ

"آپ نے مجھ کو خاص و عام میں خاصا رسوا کر دیا۔"

اس پر جامی نے جواب دیا:

"بھائی میں نے "شاعری" کہا تھا۔ لوگوں نے اس کو "ساغری" بنا دیا۔"

ایک مرتبہ سلطان ترکی نے شاہجہاں بادشاہ کو لکھا:

"تم صرف ہندوستان کے بادشاہ ہو جب کہ شاہجہاں کا مطلب 'شہنشاہ عالم' ہوتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اپنا نام بدل دو۔

اس پر ابو طالب کلیم ہمدانی نے چبھتا ہوا جواب تحریر کر دیا:

ایک مرتبہ شیدا کی موجودگی میں، لوگوں نے اظہری سے اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی۔ اظہری نے پوچھا کہ "کمبخت شیدا تو نہیں ہے؟" سب نے یک زبان ہو کر کہا "نہیں"

شعر من کچو شکر و شہد است | اندر چنانمک نہ خوش آید

گفتہ ات شلغم است و باقلا | نمک اے قلتبان ترا باید

یعنی میرے اشعار میں بے نمکی کا جو عیب تم نے لگایا کیا وہ جائز تھا؟ (دراصل) میرے شعر تو شکر اور شہد کی طرح ہیں۔ جس میں نمک اچھا نہیں معلوم ہوگا — البتہ تیرے اشعار شلغم اور باقلا کی طرح (پھیکے) ہیں۔ لہٰذا اے قلتبان یعنی قرمساق (نمک کی ضرورت تو تجھ کو ہے۔

یا اسی طرح

ایک دن جامی اپنے دوستوں میں بیٹھا تھا۔ اس نے یہ شعر پڑھا:

شلاً ایک بار مولانا جامی نے ساغری سے ناراض ہو کر یہ قطعہ کہا:

ساغری میگفت دزدان معانی بردہ اند

ہر کجا در شعر من یک معنی خوش دیدہ اند

دیدم اکثر شعر ہائش را یکی معنی نداشت

راست می گفت اینکہ معنیہاش را دزدیدہ اند

یعنی ساغری کہتا ہے کہ جب کبھی میرے شعر میں لوگ اچھے معنی دیکھتے ہیں، تو فوراً چرا لیتے ہیں۔ (جب کہ) میں نے اس کے اکثر اشعار دیکھے اور سب بے معنی پائے۔ وہ سچ کہتا ہے کہ واقعی اس کے اشعار کے معنی چرا لئے گئے ہیں۔

جب ساغری نے یہ قطعہ سنا تو وہ بہت ناراض ہوا اور مولانا

ہند و جہاں زروی عدد چوں برابر ست

شہ را خطاب شاہجہان زآں مقرر است

یعنی چونکہ ہند اور جہان کے عدد از روئے حساب جمل برابر ہوتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ کا خطاب شاہجہاں رکھا ہے

ایک دن شاہجہاں، ممتاز محل کے ساتھ جمنا کے کنارے مناظر جمنا سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اسی بیچ شاہجہاں نے (جمنا کی موجوں کی طرف اشارہ کر کے) ممتاز محل سے کہا:

"آب از برائے دیدنت می آید از فرسنگ ہا"

یعنی تمہارے دیدار کے لئے پانی کوسوں سے آتا ہے۔

یہ سن کر ممتاز محل نے فی البدیہہ کہا:

"از ہیبت شاہجہاں سرمی زند برسنگ"۔

یعنی گرشاہجہاں کی ہیبت سے پتھروں پر سر دے مارتا ہے۔

بعض اوقات ایک شاعر کسی دوسرے شاعر کا شعر پڑھ کر بات میں لطف پیدا کر دیتا ہے۔

مثلاً ایک مرتبہ چندر بھان برہمن نے دارا شکوہ کی فرمائش پر یہ شعر پڑھا

مرادلی ست بکفر آشنا کہ چندین بار

بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

یعنی میرا دل کفر سے اس قدر آشنا ہے کہ اسے کئی مرتبہ کعبے گیا، لیکن وہ برہمن ہی واپس آیا۔

دارا شکوہ کو یہ شعر بار خاطر ہوا اس نے اس کا جواب چاہا، تو افضل خاں نے شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھا

خر عیسیٰؑ اگر بمکہ بُرند چون بیاید ہنوز خر باشد

یعنی اگر جناب عیسیٰؑ کے گدھے کو مکے بھی جائیں، تو وہ واپس آکر گدھا ہی رہے گا۔

ایک شخص جرجان سے استر آباد گیا اور وہاں کے صدر الصدور سے قاضی کے عہدہ کی درخواست کی، اور رشوت میں ایک گدھا دے کر قاضی ہوگیا۔ میر عبدالحق نے اس بارے میں یہ قطعہ کہا

ہمی گشت در شہر شخصے ز جرجانْ

کہ قاضی شود صدر راضی نمی شد

برشوت خرے داد تا گشت قاضی

اگر خر نمی بود، قاضی نمی شد

یعنی ایک شخص جرجان سے آیا اور بہت کوشش کی کہ قاضی ہو جائے۔ مگر صدر راضی نہیں ہوتا تھا۔ بالآخر اس نے ایک گدھا رشوت میں دیا اور قاضی ہوگیا۔ تو اگر گدھا نہ ہوتا تو قاضی نہ ہوتا۔

آخر میں ایک لطیفہ اور ملاحظہ فرمایئے

ملا شیدا ایک نہایت ظریف اور عیب جو شاعر تھا اور انجری نابینا تھا۔ چوں کہ شیدا اور لوگوں کی طرح انجری کے کلام میں بھی عیب نکالا کرتا تھا۔ اس لئے کبھی بھی اپنا کلام شیدا کی موجودگی میں نہیں سناتا تھا۔

ایک مرتبہ شیدا کی موجودگی میں لوگوں نے انجری سے اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی۔ انجری نے پوچھا کہ ــــ "کمبخت شیدا تو نہیں ہے؟" سب نے یک زبان ہو کر کہا "نہیں"۔

تب انجری نے ایک غزل پڑھی جس کا مقطع تھا

خواہ با انجری و خواہ بہ بیگانہ نشین

من ہمین شرم ترا بر تو نگہبان کردم

یعنی تو چاہے انجری یا کسی غیر کے ساتھ رہے۔ میں نے تیری ہی حیا کو تیرا نگہبان بنا دیا ہے۔

یہ سن کر شیدا فوراً بول اٹھا

یہ وہی ہندی مثل ہے "زن نابینا را خدا نگہبان"۔

یعنی اندھے کی جورو کا خدا حافظ۔

بقیہ:

قصص قرآن

کی کلہاڑی سے محفوظ رہا کیونکہ وہ اس بت کے محفوظ رہ جانے کو ہی اپنے آئندہ استدلال کی بنیاد قرار دینا چاہتے تھے تاکہ وہ ان کی دلیل کا سبب بن جائے۔

مراسم عید کے اختتام کے بعد جب قوم والے شہر واپس آئے تو بت خانہ و بتوں کی یہ حالت دیکھ کر انھیں بہت غصہ آیا کیونکہ بتوں کی ایسی توہین ان لوگوں کے لئے ناقابل برداشت بات تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجرم کی تلاش شروع کر دی اور باہم یہ کہنے لگے کہ جس آدمی نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ بدسلوکی کی ہے وہ یقیناً ظالموں میں سے ہے۔

ان لوگوں میں سے بعض نے کہا۔ "ہم لوگوں نے ایک نوجوان کو جس کا نام ابراہیمؑ ہے، بتوں کی توہین کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ بتوں کی عبادت کو بیوقوفی خیال کرتا تھا اور ہم لوگوں پر بھی لعنت و ملامت کرتا تھا پس ممکن ہے کہ یہ کام اس نے کیا ہو۔ اس طرح ان لوگوں نے بت توڑنے والے کی شناخت کر لی۔

چنانچہ بت پرستوں کے ایک بڑے اجتماع میں سوال و جواب اور انتقام لینے کے لئے ابراہیمؑ کو پیش کیا گیا۔ ابراہیمؑ سے ان لوگوں نے پوچھا۔ "کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ بدسلوکی تم نے کی ہے؟" ابراہیمؑ نے کہا۔ "دراصل یہ بڑے بت کی حرکت ہے اگر یہ بول سکے تو تم لوگ اس بت سے دریافت کرلو ابراہیمؑ کی اس منطق کا مردودیوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہ تھا کہ وہ اپنے بتوں کی عاجزی و ناتوانی کا اعتراف کرلیں۔ اور ابراہیمؑ کو اس کے علاوہ اور کچھ امید نہ تھی۔ چنانچہ جیسے ہی ان لوگوں نے یہ کہا کہ "بت بول نہیں سکتے اور نہ ہی ہماری بات کا کوئی جواب دے سکتے ہیں" ابراہیمؑ نے یہ سنتے ہی اپنے ایک جملے سے بت پرستی کی بنیاد درہم برہم کردی اور ان لوگوں پر ملامت کرتے ہوئے کہا: کیا تم لوگ خدا کے بجائے ایک ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو تمھیں کوئی فائدہ و نقصان نہ پہونچا سکے تم پر اور تمہارے بتوں کی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔

اس طرح ابراہیمؑ کے خلاف سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہوگیا اور ان لوگوں نے اپنے طور پر ابراہیمؑ کو مجرم قرار دیا اور شہر کے ہر گوشہ سے ابراہیمؑ کے خلاف اعتراض کی آواز بلند ہونے لگی "ابراہیمؑ کو جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو"۔

(باقی آئندہ)

خصوصی سوالات کا انعامی مقابلہ

قارئین کرام! سلام علیکم:

انقلاب اسلامی ایران کی عظیم الشان کامیابی کی تیرہویں مبارک سالگرہ کا وقت قریب آگیا ہے۔ گزشتہ تیرہ سال کے دوران اس انقلاب کی نابودی کیلئے شرمناک بین الاقوامی سازشوں کے سیلاب امنڈتے رہے، گوناگوں مہلک اور انسانیت سوز حوادث رونما ہوتے رہے اور اسلام دشمن و بے بنیاد پروپگنڈوں کا بازار گرم ہوتا رہا مگر یہ انقلاب کوہ ہمالیہ کی طرح اپنے اسلامی موقف پر ثابت قدم رہا اور اپنی مثالی کامیابی و ترقی سے ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ دنیا حیران ہے کہ آخر اس کامیابی کا راز کیا ہے؟ جی ہاں! اسلام کو قصۂ ماضی سے تعبیر کرنے والی دنیا نے سامراجیت اس انقلاب کی کامیابی کا راز کیسے سمجھ سکتی ہے کیونکہ یہ انقلاب تو تعلیمات عالیہ اسلام کی بنیادوں پر قائم ہے جس کو سمجھنے کے لئے حق بین نگاہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

قارئین کرام کو اسلامی انقلاب کے مختلف مراحل اور اہم حوادث کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ماہنامہ "راہ اسلام" نے اس شمارہ میں انعامی سوالات کے خصوصی مقابلے کا اہتمام کیا ہے۔ ان سوالوں کا صحیح جواب لکھنے والوں کو مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے جواب ارسال کرنے کی آخری تاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۹۲ء ہے تاخیر سے موصول ہونے والے جوابات کو مقابلے میں شامل نہ کیا جا سکے گا اور ادارہ کا فیصلہ حتمی و آخری ہوگا۔ خداوند عالم ہم لوگوں کو احکام شریعہ اسلام کی پیروی اور تعلیمات عالیہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

انعامات

پہلا انعام مبلغ پانچسو روپیہ، دوسرا انعام مبلغ چارسو روپیہ، تیسرا انعام مبلغ تین سو روپیہ، چوتھا انعام مبلغ دوسو روپیہ، پانچواں انعام مبلغ سو روپیہ۔

دیگر ۱۳ حضرات کو بطور انعام پچاس روپیہ کی کتب دی جائیں گی۔

نوٹ:- ہر سوال کے چار جوابات لکھے ہوئے ہیں ان میں سے فقط ایک جواب صحیح ہے۔

۱۔ "دھہ فجر" کا استنباط قرآن مجید کی کن آیات سے کیا گیا ہے؟

(الف) سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ
(ب) وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ
(ج) اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا
(د) مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

۲۔ "پیغمبرؐ کے قرآن کی جاذبیت اُن تینوں کو تیسری مرتبہ بھی پیغمبرؐ کے گھر تک کھینچ لائی اور وہ لوگ ایک دوسرے کو مطلع کئے بغیر ساری رات قرآن کی تلاوت سنتے رہے"۔ اس جملے میں "تینوں" کون تھے؟

(الف) ابوبکر، ابوجہل، ابوسفیان
(ب) ابوسفیان، ابوجہل، اخنس
(ج) ابوجہل، امیہ، اخنس
(د) ابواخنس، ابولہب، ابوجہل

۳۔ "فطرس" کس کا نام یا لقب ہے؟

(الف) فرشتہ (ب) جن
(ج) امام حسنؑ (د) امام حسینؑ

۴۔ ماء معین کس کا لقب یا نام ہے؟

(الف) امام بخاریؒ (ب) امام ابوحنیفہؒ
(ج) امام مہدیؑ (د) حضرت معین الدین چشتیؒ

۵۔ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ کی روشنی میں بتایئے کہ اگر سود والے قرض کے ذریعہ کسی نے کوئی ملک خریدی اور اُس کو حکم کا علم بھی تھا پھر چند سال بعد کاروباری منافع سے اُس قرض کو ادا کیا۔ تو کیا وہ اس ملک کا مالک بن جائےگا۔

(الف) اس ملک کا مالک بن جائےگا۔

(ب) اس بینک کا مالک نہیں بن سکتا۔
(ج) سود کی رقم کے بقدر بینک جدا کر کے مالک بن سکتا ہے۔
(د) شرعی حکومت اس کی مالک ہو جائے گی۔

۶۔ حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ اس مسئلہ میں کیا ہے کہ اگر کوئی کھیت اس لئے وقف ہو کہ اس کی آمدنی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزا پر صرف کی جائے، کیا مصلحت کی بنا پر جائز ہے کہ اس کی درآمد کی کچھ مقدار کو اس کھیت کی وسعت اور درخت لگانے پر صرف کیا جائے؟
(الف) اگر اس سے عزاداری کو فروغ ملے گا تو جائز ہے۔
(ب) جائز نہیں ہے (ج) جائز ہے۔
(د) اگر وقف کی فلاح و بہبود کے پیش نظر صرف کریں تو جائز ہے۔

۷۔ دہہ فجر کن ایام کو کہا جاتا ہے؟
(الف) شاہ کے فرار سے اسلامی جمہوریہ کے قیام کے لئے استصواب عامہ تک کے ایام۔
(ب) شاہ کے فرار سے امام خمینیؒ کی وطن واپسی کے دن تک۔
(ج) شاہ کے فرار سے اسلامی انقلاب کی کامیابی تک کے ایام۔
(د) امام خمینیؒ کی وطن واپسی سے اسلامی جمہوریہ ایران کے قیام تک کے ایام۔

۸۔ یوم پاسدار کس تاریخ میں منایا جاتا ہے؟
(الف) ۱۳ رجب (ب) ۱۵ شعبان
(ج) ۹ محرم (د) ۳ شعبان

۹۔ "شاہ اور شاہ کے زرخرید غلاموں کی طرف سے کی جانے والی جھوٹی اور بے بنیاد تبلیغات کی وجہ سے عورتوں کی آزادی کے سلسلے میں لوگوں کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ اور لوگ یہ سوچنے لگے ہیں کہ اسلام عورتوں کو فقط گھر کی چہار دیواری کے اندر بند کر دینے کے لئے آیا ہے۔" یہ جملے امام خمینیؒ نے کس سے مصاحبے کے دوران بیان فرمائے؟
(الف) امریکی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر سے
(ب) لبنان کی تنظیم امل سے
(ج) امریکی خبرنگار سے
(د) بی۔ بی۔ سی لندن کے نمائندے سے۔

۱۰۔ "ہم ایران میں سفید انقلاب چاہتے ہیں" یہ نعرہ کس نے دیا تھا؟
(الف) آیت اللہ بہشتی (ب) آیت اللہ مطہری۔
(ج) امام خمینیؒ (د) معدوم شاہ محمد رضا پہلوی

۱۱۔ امام خمینیؒ کو ترکی سے نجف جانے کی اجازت کب دی گئی؟
(الف) دسمبر ۱۹۶۴ء (ب) جولائی ۱۹۶۴ء
(ج) اکتوبر ۱۹۶۵ء (د) فروری ۱۹۶۶ء

۱۲۔ اپریل ۱۹۶۷ء میں امام خمینیؒ نے ایک کھلا خط ایران ارسال کیا تھا، جس میں حکومت کی تمام پالیسیوں کا عمیق جائزہ لیتے ہوئے اُن میں سے ہر ایک پر تنقید کی تھی۔ امام نے یہ خط کس کو لکھا تھا؟
(الف) آیت اللہ شریعتمداری کو
(ب) اردشیر زاہدی کو
(ج) امیر عباس ہویدا کو
(د) رضا شاہ پہلوی کو

۱۳۔ "اسلامی قوموں سے میں وصیت کرتا ہوں کہ جمہوری اسلامی حکومت اور ایران کی ...... قوم کو اپنے لئے نمونۂ عمل بنا لیں" ـــــ امام خمینیؒ کی وصیت کے اقتباس میں خالی جگہ پر کیجئے۔
(الف) مستضعف (ب) مجاہد
(ج) مثالی (د) بہادر۔

۱۴۔ تحریم تمباکو کا فتویٰ، جس سے شاہی حکومت لرز گئی تھی، کس آیت اللہ نے صادر فرمایا تھا؟
(الف) آیت اللہ نجفی
(ب) آیت اللہ دین پرور
(ج) آیت اللہ شیرازی
(د) آیت اللہ گلپائگانی

۱۵۔ "۱۵ خرداد ۱۳۴۲ھ ش کو پروان چڑھنے والی ایران کی مقدس تحریک سو فیصد اسلامی ہے اور فقط مذہبی علماء کی قیادت و سرپرستی اور ملت اسلامیہ ایران کی بھرپور حمایت کے سہارے ہی آگے بڑھی ہے" ـــــ کس کا قول ہے؟
(الف) امام خمینیؒ (ب) کلیم صدیقی
(ج) آیت اللہ خامنہ ای (د) ابراہیم رحیم پور

۱۶۔ معاہدہ "خصوصی مراعات" کیا تھا؟
(الف) مرجع تقلید کو سزائے موت نہ دی جائے۔
(ب) کسی امریکی نوکر پر ایران میں مقدمہ نہ چلایا جائے
(ج) شاہی پارلیمنٹ میں علماء و مجتہدین کی نمائندگی
(د) ایران کا سرکاری مذہب "شیعہ" ہونے کا اعلان۔

۱۷۔ "اگر یہ لوگ پوری دنیا میرے قدموں میں لا کر رکھ دیں تو بھی میں امریکہ اور شاہ کے مظالم کو بے نقاب کرنے سے باز نہ آؤں گا" یہ جملہ حضرت امام خمینیؒ نے کس جگہ کہا؟
(الف) ایران میں (ب) ترکی میں
(ج) عراق میں (د) پیرس میں

۱۸۔ امام خمینیؒ نے جلاوطنی کے دوران پیرس میں کتنی مدت گزاری؟
(الف) ۴ ماہ (ب) ۶ ماہ
(ج) ۸ ماہ (د) دس ماہ

(باقی صفحہ پر)

شمارہ ۹۵

ماہنامہ راہِ اسلام

صحیح جوابات

ماہنامہ راہِ اسلام

کے شمارہ ۹۳ میں پوچھے گئے سوالات کا جواب حاضرِ خدمت ہے
انعامی مقابلے میں شرکت کرنے والوں سے التماس ہے کہ سوالوں کا جواب مختصر لکھا کریں۔

(ادارہ)

۱۔ مذکورہ آیت سورہ نساء کی آیت ۲۴ ہے اور اس کا مطلب ہے:

"اور شوہر دار عورتیں، مگر وہ عورتیں (جو جہاد میں کفار سے) تمہارے قبضہ میں آجائیں حرام نہیں۔ یہ خدا کا تحریری حکم ہے جو تم پر فرض کیا گیا ہے اور اُن عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے جائز نہیں بشرطیکہ بدکاری و زنا نہیں بلکہ تم عفت و پاکدامنی کی غرض سے اپنے مال (مہر) کے بدلے نکاح کرنا چاہو، ہاں جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو۔ اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر اس میں کم و بیش پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے ... بے شک خدا ہر چیز سے واقف اور مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔

۲۔ یدِ بیضا۔ حضرت موسیٰؑ (کا ہاتھ)
بقرہ ۔ بنی اسرائیل (کی گائے)

۳۔ سورہ مائدہ آیت ۵۔

۴۔ حضرت ابوطالبؑ نے رسولِ خداؐ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ حمد باری تعالیٰ اس طرح کی: "سزاوارِ حمد و ثنا وہ خدا ہے برتر و بالا ہے، جو رب کعبہ بھی ہے۔ اُس نے ہمیں نسلِ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ میں پیدا کر کے سرفرازی عطا کی اور حرم کعبہ میں مقیم کیا جو دارالامن ہے ...."
اور مدحِ رسولؐ اس طرح ہے: اہلِ مکہ پر واضح ہو کہ میرا بھتیجہ محمد ابن عبداللہ، قریش میں کسی سے بھی کمتر نہیں ہے۔ اگر اُس پر برتری کا کوئی دعویٰ کرے تو وہ متجاوز ہے۔ کسی مرد کو عظمت کے لحاظ سے اُس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، خلقت میں اُس کا نظیر کوئی ہے ہی نہیں ...."

۵۔ (الف) حضرت نوحؑ (ب) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
(ج) حضرت زینب سلام اللہ علیہا۔
(د) حضرت آدم علیہ السلام (ہ) حضرت علی علیہ السلام
(و) خدا۔

۶۔ نماز میں وہ شک جن کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے حسبِ ذیل ہیں:
۱۔ ایسی چیز میں شک کرنا کہ جس کا محل و موقع گزر چکا ہو مثلاً رکوع کی حالت میں شک کرے کہ الحمد پڑھی تھی یا نہیں۔ ۲۔ نماز کے سلام کے بعد شک کرنا ۳۔ وقتِ نماز کے گزر جانے کے بعد کا شک ۴۔ کثیر الشک کا شک یعنی جسے زیادہ شک پڑتا ہے ۵۔ پیش نماز کا تعداد رکعات میں شک کرنا جبکہ مقتدی اُن کی تعداد کو جانتا ہے اسی طرح مقتدی کا شک جبکہ پیش نماز کو تعداد رکعات یاد ہوں۔
۶۔ مستحب نماز میں شک کرنا۔

۷۔ چند مقامات پر معاملہ باطل ہے!
۱۔ عین نجس کی خرید و فروخت مثلاً پیشاب، پاخانہ اور مسکرات بنا بر قولِ اقویٰ اور احتیاط واجب کے طور پر۔ بیماروں کے علاج کے لئے خون کی خرید فروخت جائز ہے۔
۲۔ غصبی مال کی خرید و فروخت مگر یہ کہ اُس کا مالک اجازت دے دے۔ ۳۔ ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جو کہ مال نہیں ہے۔ ۴۔ ایسی چیز کا معاملہ کرنا جس کے منافع عادی حرام ہیں مثلاً قمار و موسیقی کے آلات وہ معاملہ کہ جس میں سود ہے۔ معاملے میں غش کرنا حرام ہے یعنی ایسی جنس کا بیچنا، جس میں "ملاوٹ" کر دی گئی ہو۔

۸۔ "اگر خداوند متعال کی تائید، نیز حکومتوں اور قوموں کی ہمت سے یہ ایمانی اخوت قائم ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ مسلمین دنیا کی سب سے بڑی طاقت تشکیل دیں گے۔ اُس دن کی امید میں جب پروردگار عالم کی مشیت سے یہ اخوت و مساوات برقرار ہو جائے۔"

۹۔ بدل وہ کلمہ یا عبارت ہے جو اسم کے ساتھ آتی ہے تاکہ اُس کا دیگر نام یا لقب یا شغل و مقام یا شہرت یا اس اسم کی کوئی دیگر خصوصیت بیان کرے۔

۱۰۔ قصبہ تربت حیدریہ صوبہ خراسان کے تربت جام، نیشاپور، کاشمر اور گناباد قصبات کے درمیان واقع ہے۔ چونکہ حضرت مولانا قطب الدین حیدر کا مزار اس شہر میں ہے لہٰذا یہ مقام موصوف کے نام سے منسوب ہے۔

۱۱۔ (الف) وزارت خارجہ (ب) وزارت فرہنگ و

(باقی [illegible] پر)

ثقافتی ہُنری فنی سرگرمیاں

پرگتی میدان میں دھۂ فجر

نئی دہلی۔ ۲ر فروری (گزارش: ع۔ ح جعفری) آج یہاں پرگتی میدان میں مرکزی وزیر زراعت جناب بلرام جاکھڑ نے ایرانی ثقافتی ہفتہ کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر سیکڑوں ملکی و غیر ملکی مہمان موجود تھے۔ شری جاکھڑ نے ایرانی فن و ہنر کی نمائش کی۔ پیروزی انقلاب اسلامی ایران کی تیرھویں سالگرہ کی مناسبت سے ہندوستان کی عظیم نمائش گاہ "پرگتی میدان" کے ہال نمبر ۳ میں ایرانی ثقافتی ہفتہ کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس نمائش میں ایرانی عکاسی، نقاشی، خطاطی، زردوزی، پچی کاری

مرکزی وزیر زراعت ہند جناب بلرام جاکھڑ ایرانی ثقافتی ہفتہ کا افتتاح کرتے ہوئے۔ تصویر میں محترم رایزن فرہنگی جناب باقر زیبان اور کلچرل اٹاشی جناب معصری کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

خانہ سازی، وغیرہ کے نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

شری بلرام جاکھڑ نے اس ایرانی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ایرانی فن و ہنر کو دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ہند و ایرانی ثقافت میں بہت زیادہ مماثلت ہے۔ ایرانی "آرٹ" بہت خوبصورت ہے۔ کوئی بھی انقلاب لوگوں کو مساوات دینے اور دیگر سہولتیں فراہم کرانے کے لئے برپا ہوتا ہے۔ ایران کے انقلاب نے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔" ایک خبرنگار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے موصوف نے فرمایا: ہندوستان اور ایران میں صدیوں

ایرانی ثقافتی ہفتۂ نمائش میں ایرانی گوشۂ ہنر کا ایک منظر

سے بھائی چارہ رہا ہے۔ حکومت ہند اس کے فروغ اور مزید استحکام کے لئے کوشاں ہے۔

افتتاح کے موقع پر سفیر محترم جناب ابراہیم رحیم پور، رایزن فرہنگی جناب محمد باقر کریمیان، اور دہلی میں موجود دیگر ایرانی افسران حاضر تھے۔ اس نمائش میں بعض ایرانی ہنرمند بھی تشریف لائے ہیں، جنہوں نے نقاشی، پچی کاری، ٹائل سازی وغیرہ کے نمونے بنا کر حاضرین کو دکھائے۔

اس موقع پر حاضرین کو ایرانی کپوں میں چائے بھی پیش کی گئی نیز ایرانی مٹھائی بسکٹ اور فروٹ وغیرہ سے پذیرائی کی گئی۔ غازی آباد کی ۱۰ سالہ نکتا کماری نے چائے پینے کے بعد اپنی والدہ سے کہا: "ممی مجھے ایرانی چائے بہت اچھی لگی۔ اور یہ (گلاس جیسے چھوٹے) کپ تو بہت ہی پیارے لگ رہے ہیں"۔ ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا میں چیف وجیلنس وسکیورٹی آفیسر جناب صفدر حسین خاں نے اس موقع پر بتایا کہ "اگر ہندستانی عوام، ایرانی عوام اور وہاں کی قیادت سے محبت کرتے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کے قتل پر ایرانی عوام میں کتنی بے چینی تھی۔" موصوف نے اپنے مشاہدے کی ایک داستان سنائی جبکہ وہ بحیثیت عالمی انڈسٹریل نمائش تہران میں بحیثیت سکیورٹی ڈائرکٹر شریک تھے کہ ایک ۷۰ سالہ ایرانی بزرگ ان قائدین کو یاد کر کے آنسوؤں سے رو رہے تھے۔

اے۔ بی۔ سی۔ پبلشنگ کمپنی کے ڈائرکٹر اور نئی دہلی عالمی کتاب میلے کے جوائنٹ سکریٹری جناب چندر پرکاش چودھری نے ایرانی نقاشی وخطاطی کو دنیا میں بے مثل قرار دیا۔ یہ پوچھے جانے پر کہ آپ اردو، فارسی یا عربی نہیں جانتے تو کس طرح یہ تقابل کیا؟۔ موصوف نے فرمایا۔ آرٹ خود ایک زبان ہے، میں اس زبان کو جانتا ہوں۔"

دہلی کے ڈی۔ ایس۔ گرنگ اور کرن کماری کو ایرانی خطاطی تو پسند آئی، اسی کے ساتھ انھوں نے بتایا کہ ہمیں یہ انداز بہت اچھا لگا کہ ایرانی برادران یہاں پر ٹائل نقاشی اور دیگر چیزیں بنا کر دکھا رہے ہیں۔ یہاں چائے وغیرہ بنانا اور اپنائیت کا اظہار، ہمیں ایسا احساس دے رہا ہے، جیسے ہم اپنے گھر میں موجود ہیں اور یہ ہمارے بھائی ہیں۔ مسٹر گرنگ نے ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگوں کے ذہن میں یہ ہے کہ صرف رنگین تصویریں ہی رنگ جما سکتی ہیں، دیکھئے یہ بلیک اینڈ وہائٹ تصویر، اس کے مقابلہ میں رنگین تصویریں بھی نہیں جم سکتیں۔

نمائش میں شرکت کرنے والے ہر ایک شخص کی زبان پر تعریف کے کلمات تھے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے تاثرات دروازے پر رکھے ہوئے رجسٹر میں بھی تحریر کئے۔ یہ نمائش ۸ فروری تک جاری رہے گی۔

ایرانی ثقافتی هفته نمائش میں جناب ملرام جاکلر، جناب ابراهیم رحیم پور اور حجۃ الاسلام خوئینی ها۔ ایرانی چائے نوش فرماتے ہوئے۔

ایرانی فلمیں

پرگتی میدان کے شکنتلم تھیٹر میں ۲ فروری تا ۱۰ فروری ایرانی فلموں کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ان میں گرانڈ سنیما، شاید وقت دیگری، مادر، شیر سنگی، در میسر تند باد، کلید، اور نار و نے فلمیں شامل ہیں۔ ان فلموں کے ڈائلاگ تو فارسی میں ہیں لیکن ان کا انگریزی ترجمہ پردہ سیمیں کے زیریں حصے پر آتا رہتا ہے۔

ان فلموں کو دیکھنے والوں کے لئے کوئی ٹکٹ نہیں البتہ پرگتی میدان کے گیٹ نمبر ۲ سے سیٹ نمبر کا ٹکٹ مفت میں حاصل کرنے کا بندوبست کیا گیا۔ فلموں کی نمائش کے دوران تھیٹر کبھی کبھی بھرا رہا۔ تاخیر سے آنے والے کافی لوگ روزانہ فلم دیکھنے سے محروم رہے۔ کیونکہ شکنتلم تھیٹر کو تنگیٔ داماں کا شکوہ رہا۔

کتب نمائش

یکم فروری پرگتی میدان میں دسویں عالمی کتب نمائش کا افتتاح ہندستان کی مرکزی سرکار میں وزیر انسانی وسائل جناب ارجن سنگھ نے کیا۔ یہ نمائش ۲۴۰۰۰ مربع میٹر علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہندستان اور دیگر ممالک کے ۸۰۰ کتب ناشرین اس میں شامل ہیں۔ پرگتی میدان کے ۸ بڑے بڑے ہالوں میں کتابوں کے اسٹال لگائے گئے ہیں۔ ہندستان کی ۱۲ زبانوں میں ہندستان کے ۹۰۰ ناشرین نے اپنی کتب کی نمائش کے اسٹال سجائے ہیں۔

دیگر ممالک میں ایران، فرانس، جرمنی، جاپان، برطانیہ، امریکہ، نیوزی لینڈ، اٹلی، چین، نیدرلینڈ، سوئٹزرلینڈ، سنگاپور، ملیشیا، مصر، بنگلہ دیش اور پاکستان شامل ہیں۔ ایران نے سیکڑوں عناوین کے تحت فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور ہندی زبانوں میں کتب شامل کیں۔ ایرانی اسٹال پر شائقین کتب کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

فوٹو مقابلے میں ایرانی فنکار کو سونے کے تمغے

جاپان میں منعقد عالمی فوٹو گرافی مقابلے میں ایرانی فوٹو گرافر

جناب محمد رضا ناز کو کئی سونے کے طمغے حاصل ہوئے۔ آساهی سیمبون نامی یہ مقابلہ، کسی خاص موضوع کی تصویروں پر منحصر نہ تھا بلکہ فوٹوگرافر کسی موضوع پر اپنی فوٹوگرافی کے نمونے بھیج سکتے تھے۔

ایرانی فنکار محمد رضا ناز نے "خاندان" عنوان کے تحت مختلف تصویروں کو اس مقابلے میں شامل کیا تھا۔ ان کے علاوہ دنیا کے ۶۲ ممالک کے تقریباً ۶۶۰۰ فوٹوگرافی نمونے اس مقابلے میں پیش کئے گئے۔

ان تمام تصویروں میں سے ۸۵ تصویروں کو انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ منتخب تصویروں کو جاپان کے مختلف شہروں میں بھی دکھایا جائے گا۔ ایرانی فنکار محمد رضا ناز ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۲ء کے دوران یونیسکو کی جانب سے متعدد انعامات حاصل کر چکے ہیں اور ان کی فوٹوگرافی کا موضوع دیہاتی زندگی اور دیہات والوں کی سماجی و ثقافتی مشکلات و مخلوک الحال پر مشتمل ہوتا ہے۔

کیرالہ عالمی فلمی میلے میں ایرانی فلمیں - ایک تبصرہ

ترویندرم - یہاں بچوں کے لئے بین الاقوامی فلم میلا منعقد کیا گیا ہے، اس میں ایرانی فلمی ثقافت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اگر ایران کو انعام یافتگان کی فہرست میں شامل نہ کیا گیا تو یہ غیر متوقع طور پر غیر حاضر، ابوالحسن داؤدی کی فلم "ایک غیر معمولی سفر" کی وجہ سے ہوگا۔ اس کے باوجود "سیمای ایران" سلسلے میں دکھائی جانے والی بھی فلمیں ایک سے بڑھ کر ایک اور لاجواب ہیں۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسا ملک جو متواتر آٹھ سال تک جنگ میں مشغول رہا، وہ فلمی میدان میں اتنے بلند پایہ پر کیسے پہنچ گیا؟

ایرانی فلموں میں زیادہ تر انسانی محبت کا پیغام شامل ہے۔ ہر ایک فلم نا جنگ شعار پر مبنی ہے۔

ایک قابل ذکر فلم "باشو - کمسن اجنبی" ہے اس کا ماحصل انتہائی اثر انگیز ہے۔ یہ اپنی پوری قوت کے ساتھ ردِ جنگ پیغام دینے میں پوری طرح کامیاب ہے انسانی زندگی کی ایسی تصویریں میں خوف و ہراس اور ہلاکت کی منظر کشی ہو نظر انداز نہیں کی جا سکتی، خواہ وہ بچوں کیلئے قدرے بوریت کا باعث ہی کیوں نہ ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ کی فلمیں دیہی ہیں جو ایران سے آئی ہیں۔ مشہور و معروف فلم ڈائریکٹر سیام بنگل، نام آرٹسٹ ارشاد نجاتی، ملیالم فلموں کے عظیم ڈائریکٹر پی۔ اے۔ بیکر، تیز لولو بورش وسو باچو سمیت بہت سے اہل علم کا خیال یہی ہے کہ ایرانی فلموں کی عکاسی اور تکنیکی برتری کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔

ابراہیم فروزش کی فلم "کلید" ہدایت کاری کا بہترین نمونہ ہے۔ وہ چار سالہ بچے سے مظاہرہ ایکٹنگ کرانے میں پوری طرح کامیاب ہے۔ فلم "مرغی اور اس کا پڑوسی" مختصر فلم ہے جو بچوں کے ذہن پر اپنے نمایاں نقش مرتب کر دیتی ہے۔ بڑوں کو بھی یہ فلم آسان اور خوبصورت انداز میں متاثر کرتی ہے۔ اس کے ہدایتکار عباس احمد ہیں۔

ایران کی تجسیم فلمیں جن میں جانور انسانوں کی طرح بولتے ہیں اور کارٹون فلمیں ایک سے دوسری پر سبقت لے گئی ہیں اور بے مثل ہیں۔ "تصویر باورد" ایک مختصر فلم ہے۔ یہ جنگ کے متعلق انسانی رجحان اور اس کے نتائج کو نفی و جمع نشانات کے تحت ظاہر کرتی ہے۔ دونوں نشان ایک دوسرے کو دباتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حملہ اور پھر جنگ شروع ہو جاتی ہے اور آخرکار نفی و جمع کے نشانات قبرستان کی شکل میں بدل جاتے ہیں۔ یہ اس فلم کا لب و لباب ہے۔

"بازگشت" (واپسی) بھی ایک تجسیمی فلم ہے۔ یہ ایک کوے کی کہانی ہے جو عمدہ غذا اور دیگر سہولتوں کا متمنی ہے۔ سخت برفباری کے ماحول میں اس نے دیکھا کہ ایک آدمی نے کچھ چڑیوں کو پنجرے میں بند کر رکھا ہے اور انھیں عمدہ غذا دے رہا ہے۔ کوے نے پنجرے میں جانے کی خواہش کی اور وہ اس میں چلا گیا۔ آدمی نے کوے کو پنجرے میں بند کر دیا اور اس کے بعد چڑیوں کو اڑا دیا۔ کوا جب آسمان پر اڑتی ہوئی چڑیوں کو دیکھتا تھا تو پنجرے میں قید ہونے کی وجہ سے بہت افسردہ ہوتا تھا۔

صوری برتری اور تکنیکی بالاتری ایرانی فلموں کو پرکشش اور دلچسپ بنا دیتی ہیں۔ اسی طرح و طرز پر "چوہوں کی بستی" فلم بھی ہے جو بچوں کے لئے انتہائی جاذب اور پسندیدہ خاطر ثابت ہوئی ہے۔

(ماخوذ از روزنامہ "ماتر بھومی" کیرالہ ـ ۲۳ نومبر ۱۹۹۱ء)

خانۂ فرہنگ بمبئی میں دھۂ فجر تقریبات

انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کی تیرہویں سالگرہ کے موقع پر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران بمبئی کی جانب سے مختلف ثقافتی پروگرام منعقد کئے گئے جس میں ایرانی ہنر و ثقافت پر مشتمل سہ روزہ نمائش، ایرانی فلموں کی نمائش اور شہر بمبئی کے مشہور مرکز ہنر و سینٹر میں ایران کی روایتی موسیقی کے پروگرام قابل ذکر ہیں۔

نمائش گاہ کا افتتاح ایک بلند مرتبہ ایرانی ثقافتی وفد کے سربراہ جناب موسوی خوئینی ہائے کیا۔ اس موقع پر دیگر ممتاز ہندوستانی شخصیتوں کے علاوہ خانہ فرہنگ ایران بمبئی کے ڈائریکٹر جناب آقای نور محمدان موجود تھے۔

(باقی صـ۳۲ پر)

زندگانی پیغمبر اسلام

از: جعفر سبحانی، حوزۂ علمیہ قم

گزشتہ سے پیوستہ

افسانۂ غرانیق

قارئین کرام کے درمیان شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو افسانۂ غرانیق کی حقیقت سے، جس کا ذکر بعض سنّی مورخین نے کیا ہے، واقف ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جانتے ہوں کہ اس مکر و فریب کی اشاعت میں کون سے خفیہ ہاتھ کار فرما رہے ہیں۔

قوم یہود اور بالخصوص ان کے روحانی رہنما و پیشوا اسلام کے جانی دشمن رہے ہیں۔ انہیں سے کعب احبار جیسے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ بظاہر ایمان لا چکے تھے لیکن ہمیشہ انبیاء سے جھوٹ اور بے بنیاد باتوں کو وابستہ کر کے نمایاں اسلامی حقائق کو چھپانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے اور بعض مسلمان مصنفین اپنے ہم مذہب لوگوں کے سلسلے میں حسن ظن کے بموجب ان کی جھوٹی اور جعلی باتوں کا مکمل تجزیہ کئے بغیر ہی انہیں حدیث و تاریخ کی فہرست میں شامل کر لیتے تھے۔

لیکن اب علماء و دانشمند اس قسم کی چیزوں کا بھرپور تجزیہ کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ ہیں اور بعض اسلامی محققین کی کوششوں کے نتیجے میں ایسے اصول و قوانین کی تدوین بھی عمل میں آچکی ہے جن کے ذریعہ تاریخی حقائق اور خیالی افسانوں کے درمیان موجود فرق کو بخوبی واضح کیا جا سکتا ہے۔ پس ایک دانشمند مذہبی مصنف کے لئے یہ قطعی مناسب نہیں ہے کہ جس کتاب میں جو کچھ بھی دیکھے اسے امر مسلمہ تسلیم کر لے اور اس کا تجزیہ کئے بغیر ہی اسے تسلیم کر لے اور نقل بھی کر دے۔

افسانۂ غرانیق کیا ہے؟

منقول ہے کہ "ولید" و "عاص" و "اسود" اور "امیہ" جیسے سرداران قریش نے پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ "اختلافات دور کرنے کے لئے ہم لوگ ایک دوسرے کے خداؤں کو تسلیم کر لیں۔ ان لوگوں کی درخواست کے جواب میں اسی موقع پر سورۂ الکافرون نازل ہو گئی اور پیغمبرؐ سے یہ کہا گیا کہ ان لوگوں کے مطالبہ کا یہ جواب دیں۔ "لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ" ان لوگوں کی عبادت نہیں کروں گا جنکی عبادت تم لوگ کرتے ہو۔ اور تم لوگ میرے معبود کی عبادت نہ کرو گے۔"

اس کے علاوہ پیغمبرؐ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی قوم سے نزدیک ہو جائیں۔ چنانچہ وہ یہ سوچا کرتے تھے کہ کاش کوئی ایسا حکم نازل ہو جائے جس کی وجہ سے قوم والوں سے ان کا فاصلہ کم ہو جائے۔ ایک دن وہ خانۂ کعبہ کے قریب انتہائی دلکش آواز میں سورۂ النجم کی تلاوت کر رہے تھے۔ جیسے ہی وہ ان دو آیتوں تک پہونچے۔ "اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی" یعنی ہم کو لات و عزّیٰ و منات نامی بتوں کے بارے میں خبر دو۔" اچانک شیطان نے ان کی زبان پر یہ دو جملے جاری کر دیئے۔

تلك الغرانيق العلىٰ منها الشفاعة ترتجیٰ؛

یعنی یہ بلند مرتبہ غرانیق ہیں اور ان کی شفاعت قابلِ قبول ہے۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے سورۂ النجم کی بقیہ آیات کی تلاوت کی اور جب وہ سجدہ والی آیت تک پہونچے تو خود پیغمبرؐ اور وہاں پر موجود تمام مسلمانوں اور مشرکوں نے بتوں کے سامنے سجدہ ادا کیا اور بڑھاپے کی وجہ سے فقط ولید نے سجدہ نہیں کیا۔

خانۂ کعبہ میں موجود لوگوں میں شور و غل برپا ہو گیا اور مشرکین یہ کہنے لگے کہ "محمدؐ" نے ہمارے خداؤں کو اچھے نام سے یاد کیا ہے۔ قریش سے محمدؐ کی صلح کی خبر مسلمان مہاجروں کے ذریعہ حبشہ تک پہونچ گئی۔ محمدؐ کے ساتھ قریش کی صلح کی وجہ سے انہیں سے کچھ لوگ اپنی اقامت گاہ (حبشہ) سے واپس آ گئے لیکن واپسی کے بعد ان لوگوں نے دیکھا کہ حالات دوبارہ بدل گئے ہیں اور فرشتۂ وحی نے پیغمبرؐ کو دوبارہ مشرکین کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ کر دیا ہے اور انہیں یہ بتایا ہے کہ یہ دو جملے شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کر دیئے تھے۔ میں نے یہ جملے ہرگز نہیں کہے تھے!!

یہ تھا افسانۂ غرانیق کا خلاصہ جس کو مستشرقین بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ؎

اس افسانہ کا تام تجزیہ

تھوڑی دیر کے لئے آپ یہ مان لیجئے کہ "محمدؐ" آسمانی رہنما نہ تھے لیکن ان کی ذکاوت، تجربہ کاری، عقل و دانشمندی کی تردید نہیں کی جا سکتی ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا کوئی عقلمند آدمی اس طرح کی حرکت کر سکتا ہے؟! ایک ایسا عقلمند آدمی جو اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کی پیروی کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ اور دشمن کی صف میں شگاف بڑھتا جا رہا ہے۔ کیا ایسے موقع پر وہ کوئی ایسی حرکت کرے گا جس کی وجہ سے دوست و دشمن دونوں ہی اس سے بدگمان ہو جائیں؟!

کیا آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ جس شخص نے مذہب توحید کی راہ میں قریش کی دولت و ثروت اور عہدوں کو ٹھکرا دیا تھا وہ دوبارہ شرکت و بت پرستی کی تبلیغ و اشاعت کرے گا؟ ہم ایک مصلح، ایک عام سیاسی لیڈر کے بارے میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتے اور پیغمبرِ خدا کے بارے میں اس قسم کی خیال آرائی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اس داستان کے بارے میں عقل کا فیصلہ

۱۔ عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ الٰہی معلمین ہمیشہ اپنی عصمت کی وجہ سے ہر قسم کی خطا و لغزش سے محفوظ ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ لوگ بھی دینی معاملات میں خطا و لغزش میں ملوث ہو سکتے ہیں تو لوگوں کو ان کی بات پر کوئی اعتماد و اعتقاد نہ رہ جائے گا یا ان کا اعتقاد گھٹ جائے گا لہٰذا ہم لوگوں کو چاہیئے کہ اس طرح کی چیزوں کا منطقی تجزیہ کریں اور اپنے مضبوط عقیدہ سے تاریخ کے مبہم اور متشابہ واقعات کا صحیح تجزیہ کریں۔ اور مسائل کا منطقی حل تلاش کریں۔ درحقیقت آسمانی مذہب کی راہ میں پیغمبرِ اسلام کی عصمت ایسے حوادث کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

۲۔ افسانہ کی بنیاد یہ ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبرؐ کو جو ذمہ داری سونپی تھی اس سے وہ تھک چکے تھے اور اپنی بت پرست قوم کی جدائی و علیحدگی سے انہیں بڑی تکلیف تھی لہٰذا وہ ایسے طریقہ کار کی تلاش میں تھے کہ ان کی قوم کے لوگوں کی حالت قدرے سدھر جائے لیکن عقل کا تقاضہ ہے کہ پیغمبرؐ کو حد سے زیادہ صابر اور بردبار ہونا چاہیئے ان کا صبر و تحمل ہر خاص و عام کے لئے نمونہ و ضرب المثل ہونا چاہیے اور محاذ سے فرار کا خیال بھی ان کے دل میں نہ پیدا ہونا چاہیے۔

اگر اس افسانے کو ایک حقیقی داستان مان لیا

کیا آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ جس شخص نے مذہب توحید کی راہ میں قریش کی دولت و ثروت اور عہدوں کو ٹھکرا دیا تھا وہ دوبارہ شرکت و بت پرستی کی تبلیغ و اشاعت کرے گا؟!

جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ افسانے کے پیرو نے صبر و تحمل کا دامن چھوڑ دیا تھا اور روحانی اعتبار سے وہ پوری طرح خستہ و افسردہ ہو چکا تھا اور عقل و دانش انبیاء کے سلسلے میں یہ بات تسلیم کرنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہے اور پیغمبرؐ اسلام کی گزشتہ اور آئندہ زندگی کے بارے میں ہمیں جو معلومات حاصل ہیں وہ اس سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

اس داستان کو گڑھنے والے نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن اس داستان کے جھوٹے ہونے کی گواہی دیتا ہے کیونکہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ بشارت دی ہے کہ ان کے پاس تک باطل کا ہرگز گزر نہ ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ

(سورۂ فصلت آیت ۴۲)

اسی طرح ان سے یہ بھی وعدہ کیا گیا ہے کہ تاریخ بشریت کے ہر دور میں خداوند عالم قرآن مجید کو ہر بری نگاہ سے محفوظ رکھے گا۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ (حجر: ۹) ان تمام باتوں کے باوجود یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک راندۂ درگاہ خدا یعنی شیطان ایک محبوب خدا پر کامیاب ہو جائے اور اس کے قرآن میں کسی باطل چیز کو شامل کر دے۔ فقط یہی نہیں بلکہ اس قرآن کو بت پرستی کی ترویج کا مرکز بنا دے جس کی بنیاد بت پرستی کے خلاف جد و جہد ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس افسانے کو گڑھنے والے نے انتہائی نامناسب نغمہ نامناسب موقع پر بجایا ہے اور ایسی جگہ پر توحید پر تہمت زنی کی ہے کہ چند لمحے قبل خود قرآن مجید اس کی علانیہ تردید کر چکا ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید کے اسی سورہ کی تیسری اور چوتھی آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔" وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنی اپنی مرضی و خواہش سے کلام نہیں کرتا ہے اور یہ قرآن وحی خداوندی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کھلی ہوئی بشارت کے باوجود خدا پیغمبرؐ کو کسی محافظ کے بغیر کیسے چھوڑ دیتا ہے اور اس بات کی اجازت دے دیتا ہے کہ شیطان اس کے دل و دماغ پر غالب ہو جائے!؟

> یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان ماہرین فصاحت وبلاغت نے اپنے خداؤں کی تعریف میں کہے گئے فقط دو جملوں پر اکتفا کیسے کر لی جبکہ ان دو جملوں کے پہلے اور بعد میں ان کے خداؤں کی بھرپور مذمت کی گئی ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ اس بے بنیاد داستان کے بارے میں اتنی طویل بحث پیش کی جا رہی ہے لیکن اس بحث کے دوران وہ عقلی دلائل پیش کئے جا رہے ہیں جو پیغمبرؐ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھنے والوں کیلئے نہایت سودمند ہیں لیکن کسی مستشرق کے لئے جس کا وجود رسالت پر عقیدہ و ایمان کے نور سے ابھی روشن نہیں ہے بلکہ دین اسلام کو بے اہمیت ثابت کرنے کے لئے اس قسم کے بے بنیاد افسانے گڑھ رہا ہے، یہ دلائل ناکافی ہیں لہٰذا اس کے لئے مزید دلائل کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔

اس داستان کی تردید کیلئے دوسری دلیل۔

تاریخ کا بیان ہے کہ جس وقت رسولؐ خدا اس سورہ کی تلاوت کر رہے تھے اس وقت خانہ کعبہ میں وہ سرداران قریش بھی موجود تھے جو فصاحت و بلاغت کے ماہر اور اپنے دور کے کامیاب سخنور سمجھے جاتے تھے۔ ان لوگوں کے درمیان " ولید " جیسا دانشمند اور مشہور شاعر بھی موجود تھا جو اپنی فراست و دانائی کے لئے عربوں کے درمیان غیر معمولی شہرت کا حامل تھا۔ افسانہ ساز کے بیان کے مطابق مسجد میں موجود تمام لوگوں نے آخری آیت تک اس سورہ کی تلاوت سنی اور آیت سجدہ کے ختم ہوتے ہی سب لوگوں نے سجدہ کیا۔

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان ماہرین فصاحت و بلاغت نے اپنے خداؤں کی تعریف میں کہے گئے فقط دو جملوں پر اکتفاء کیسے کر لی جبکہ ان دو جملوں کے پہلے اور بعد میں ان کے خداؤں کی بھرپور مذمت کی گئی ہے۔

اس داستان ساز نے مسجد میں جمع لوگوں کو کیا خیال کیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی مادری زبان عربی تھی اور پورے عرب معاشرہ میں اپنی فصاحت و بلاغت

اور دانشمندی کیلئے غیر معمولی شہرت کے حامل تھے اور اپنی زبان کے اشارہ و کنایہ سے بخوبی واقف تھے۔ ان تمام باتوں کے باوجود غور طلب بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے خداؤں کے بارے میں تعریف کے دو چھوٹے جملوں پر اکتفا کیسے کر لی اور اس کے پہلے اور بعد میں کہے گئے جملوں کو نظر انداز کر دیا۔ یہ بات ایک عام آدمی کے لئے قابل قبول نہیں ہوتی کہ شروع و آخر میں بد کلامی اور درمیان میں کچھ تعریف کر دی جائے جبکہ وہاں پر جمع لوگ عاقل و نکتہ فہم تھے۔

ذیل میں متعلقہ آیات اور ان کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے اور مدح پر مشتمل دو جملوں کے لئے خالی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے تاکہ قارئین کرام از خود یہ اندازہ لگا سکیں کہ کیا ان دو جملوں کو ان آیات کے درمیان جگہ دی جا سکتی ہے؟ اور یہ تمام آیات بتوں کی مذمت کے لئے نازل ہوئی ہیں کہ نہیں، ملاحظہ ہوں وہ آیات:- أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ

یعنی ہمیں لات و عزیٰ اور منات، جو تیسرا بت ہے، کے بارے میں خبر دو ..... کہ کیا بیٹا تمہارا ہے اور بیٹی خدا کے لئے مخصوص ہے۔ یہ ایک ظالمانہ روش ہے۔ یہ بت محض نام کے علاوہ کچھ نہیں ہیں جبکہ تم لوگوں نے انہیں اپنے آباؤ اجداد کا درجہ دے رکھا ہے اگرچہ خداوند عالم نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔

لغوی اعتبار سے اس افسانہ کی تردید۔

مصری دانشمند "عبدہ" کا بیان ہے کہ "عربی زبان اور شعر و ادب میں لفظ غرانیق کو خداؤں کے بارے میں کبھی استعمال نہیں کیا گیا ہے اور اس سے مرغابی کی ایک قسم یا خوبصورت جوان مراد ہے اور ان مفاہیم میں سے کوئی بھی مفہوم خداؤں سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

بعض مستشرقین کا نظریہ

سر ولیم میور نے افسانہ غرانیق کو ایک تاریخی

غور طلب بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے خداؤں کے بارے میں تعریف کے دو چھوٹے جملوں پر اکتفا کیسے کر لی اور اس کے پہلے اور بعد میں کہے گئے جملوں کو نظر انداز کر دیا! یہ بات ایک عام آدمی کے لئے قابل قبول نہیں ہوتی کہ شروع و آخر میں بد کلامی اور درمیان میں کچھ تعریف کر دی جائے۔

حقیقت قرار دیا ہے اور اپنے دعوے کی دلیل میں یہ کہا ہے کہ مہاجرت حبشہ کے بعد تین مہینے کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا اور مسلمان مہاجرین نجاشی کی پناہ میں پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے۔ اگر انہیں قریش کے ساتھ محمدؐ کی صلح و مصالحت کی خبر نہ ملی ہوتی تو وہ اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے فوراً مکہ واپس نہ بھاگ آتے۔ اور قریش سے صلح و مصالحت کے لئے محمدؐ کو ایک بہانہ کی تلاش تھی اور یہ داستان غرانیق وہی وسیلہ و بہانہ ہے۔

لیکن اس محترم مستشرق سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ یہ لازمی نہیں ہے کہ مسلمان مہاجران صحیح خبر کی بنیاد پر مکہ واپس آئے ہوں اور مفاد پرست عناصر ہر روز ہزاروں جھوٹی خبریں نہ پھیلاتے رہے ہوں اور اس بات کا قوی احتمال ہے کہ کچھ لوگوں نے مسلمان مہاجرین کو حبشہ سے مکہ واپس بلانے کے لئے محمدؐ اور قریش کے درمیان صلح و مصالحت کی یہ جھوٹی خبر پھیلا دی ہو اور اس جھوٹی خبر کی بنیاد پر کچھ مسلمان وطن واپس آ گئے، اور کچھ حبشہ میں ہی مقیم رہے۔

ثانیاً فرض کیجئے کہ پیغمبرؐ صلح و مصالحت سے کام لینا چاہتے تھے لیکن کیا صلح کی بنیاد کے لئے یہ دو جھوٹے جملے ادا کرنا لازمی تھا جبکہ مثبت وعدہ، مکمل خاموشی اور ان کے عقائد سے چشم پوشی کے ذریعہ ان لوگوں کو اپنی طرف آسانی سے مائل کیا جا سکتا تھا۔

مختصر یہ کہ مسلمان مہاجرین کی واپسی کو اس داستان کے حقیقی ہونے کی دلیل نہیں قرار دیا جا سکتا ہے اور صلح و مصالحت کے لئے ان دو جملوں کا ادا کرنا بھی لازمی نہیں ہے۔

حوالے:

۱۔ غرانیق، "غرنوق" یا "غرنیق" کی جمع ہے جس کا استعمال مرغابی کی ایک قسم اور جوان و خوبصورت کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

۲۔ اس سورہ کی آخری آیت ہے: "فاسجدوا للہ واعبدوا"

۳۔ نقل از تاریخ طبری جلد ۲ ص ۷۵۔ ۷۶

۴۔ اگر اس خالی جگہ پر ان دو جملوں کا ترجمہ رکھ دیا جائے کہ "یہ بت بلند مرتبہ غرانیق ہیں اور ان کی شفاعت قابل قبول ہے" تو یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ان دو جملوں کا قرآنی آیات اور اس کے لب و لہجہ سے کوئی میل نہیں ہے۔ ○

کربلائے معلّٰی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا مرقد مطہر

امام حسین (علیہ السلام) پاسداران اسلام کے عظیم ہادی و رہبر

تیسری شعبان جوانانِ جنت کے سردار اور حریت کے لئے جہاد کرنے والوں کے امام حضرت امام حسین علیہ السلام کے مبارک و مسعود تولد کا روز مسعود ہے، وہ عظیم شخصیت جس نے اپنی ولادت حیات، مبارزہ و شہادت کے ذریعہ انسانوں کو فداکاری و قربانی، عفو و درگذر، ایثار و ہمدردی اور شرف و فضیلت کا درس دیا اور خود تاریخ حیاتِ بشری میں جہاد و شہادت کے نمونۂ یکتا قرار پائے۔

ولادتوں اور خوشخبریوں کا مہینہ

ہجری قمری مہینوں کے درمیان ماہ شعبان، ولادتوں اور بشارتوں کا مہینہ ہے اور دنیائے اسلام کے لئے ایک خاص شکوہ و جلال، عظمت و بزرگی اور ایک مخصوص اہمیت و اعتبار بطور تحفہ لایا ہے۔ ماہ شعبان جہانِ اسلام کے محبوب رہنماؤں کی پرشکوہ و خیر ساز میلادوں کی بشارت دینے والا مہینہ ہے۔

اس مہینہ کی تیسری تاریخ، ہمارے تیسرے امام اور تاریخ اسلام کے حریت نواز شہید اعظم حضرت امام ابو عبد اللہ الحسینؑ کی ولادت باسعادت کی سالگرہ کا روز مبارک ہے اور اس مہینہ کی چوتھی تاریخ اسلام کے شجاع و دلیر و فداکار و جانباز سردار اور راہ حق و فضیلت کے عظیم شہید حضرت ابو الفضل العباسؑ کی ولادت کی سالگرہ کا روز مسعود ہے۔ اور اس مہینہ کی پانچویں تاریخ کو عالم تشیع کے چوتھے رہبر و امام کی ولادت باسعادت کی وجہ سے آفرین سالگرہ کا دن قرار پایا ہے۔

خلقت و آفرینش کے ید قدرت نے ان تین پرشکوہ باعظمت میلادوں کو قریب قریب اور ایک دوسرے سے متصل رکھا تھا کہ یہ تینوں افراد اس فریضہ اور لائحہ عمل میں جو مبارزات اسلامی کے سلسلہ میں وہ اپنے اپنے ذمہ رکھتے ہیں۔ اس ترتیب سے ایک دوسرے کے عمل کو اتمام و تکمیل کی حد تک پہنچا دیں۔

امام حسین جو خونین انقلاب کے مؤسس و بانی اور حقیقی اسلام کے زندہ کرنے والے ہیں اور جناب ابو الفضل العباسؑ حضرت سید الشہداؑ کے برادر، ہمرزم و ہم محاذ، وفادار ساتھی اور اسلام کے دلیر و جانباز مجاہد ہیں جنہوں نے شجرۂ اسلام کی سرسبزی و شادابی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی نثار کرنے سے دریغ نہیں فرمایا، اور امام سجاد شہیدان کے خون کی حرمت و حقوق کے نگہبان اور شہیدانِ راہ خدا کے جد و جہد و جہاد کے درخت کو بار آور کرنے والے اور تکمیل کی حد تک پہنچانے والے اور شہادت و قید و بند کے لائحہ عمل کے متمم ہیں۔

ان تینوں افراد کی یہی خواہش اور سب کا مقصد یہی تھا کہ باہم ایک دل و ایک جان ہو کر مقصد عظیم الٰہی و روحانی کے حصول کی سعی و کوشش، دین کو زندہ کرنے اور جامعہ اسلامی سے ظلم و ستم کو دفع کرنے میں زندگی گزار دیں اور اس کے نتیجہ میں شربت شہادت نوش کریں تاکہ اسلام عزیز زندۂ جاوید ہو جائے اور ہمیشہ سرسبز و شاداب اور قائم و دائم رہے۔

اس مہینہ (شعبان) کی پندرھویں تاریخ کا سرانجام و نتیجہ عالم بشریت کے عظیم مصلح اسلام کی توحید و یکتا پرستی کی حکومت کو وسعت دینے والے اور تمام روئے زمین پر اس کے پھیلانے

والے حضرت حجۃ ابن الحسنؑ کی ولادت باسعادت و کرامت کی بشارت دینے اور مژدۂ جانفزا سنانے والا دن ہے کیونکہ آپ (عج) ہی جنگجویانِ عالم پر مستضعفین کی حکومت اور غاصب اترانے والوں پر محرومین کی مکمل اور انتہائی فتح مندی کی خوشخبری دینے والے ہیں تاکہ وہ وعدہ الٰہی متحقق ہو جائے جو اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین۔

مولود سوم شعبان

اب ہم سوم ماہ شعبان کے مولود مسعود و ذی جود کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جو صدیوں سے عرب و عجم، مسلمان اور غیر مسلم مورخین اور اہل قلم کے فکر و شعور کو اپنی طرف متوجہ و مرکوز کئے ہوئے ہیں، اور ان حضرتؑ کے بارے میں کتنی ہی کتابیں اور کتنے ہی رسالے لکھے جا چکے ہیں اور کتنی ہی کانفرنسیں اور کتنے ہی اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں، مگر اب بھی جیسا چاہیئے اور جو حق ہے حضرت کی عظمت و بزرگواری کے رازوں کا انکشاف نہیں ہو سکا ہے اور حضرت کی زندگی کا راز اب بھی ابہام و تاریکی کے بالہ میں باقی رہ گیا ہے اور وہ راز یہ ہے کہ آپ مرد خدا تھے اور مردان خدا کے رموز و اسرار اغیار اور مادہ پرست و مادہ پسند نگاہوں سے مخفی و مستور رہتے ہیں، آپ کی شخصیت وہ عظیم الشان شخصیت ہے جس نے اپنے مجاہدہ، جستجو اور شہادت سے جہان بشریت کو آبرو و وقعت بخشی اور اپنے جوہر ذات سے جامعۂ بشریت کے رہنما رہے، آپ سرنوشت کربلا کے معرکہ میں اگرچہ آزادی، عدالت اور فضیلت و شرف کے دشمنوں کے محاصرہ میں اس طرح تھے جیسے انگوٹھی کے اندر نگینہ، اور موت کے خوفناک اژدہے کی طرح آپ کو اور آپ کے ساتھیوں اور مددگاروں کو نگلنے کے لئے منہ کھولے ہوئے تھی، آپ کے عیال و اطفال زمانہ کے پست ترین و وحشی ترین، نالائق افراد کی قید و بند میں گرفتار ہو جانے کے شدید خطرہ سے دوچار تھے، آپ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اقتصادی و حیاتی محاصرہ اور آب و آذوقہ کی محرومی کا سامنا ہوا، پھر بھی، ایسے حساس حالات میں بھی فولاد و پہاڑ سے زیادہ سخت اور ٹھوس مصمم و آہنیں ارادہ کے ساتھ عراق

خدا کی قسم میں اپنا ہاتھ ایک فرد
ذلیل کی طرح تمہارے سامنے نہیں
لاؤں گا اور غلاموں کی طرح تمہارے
سامنے سے بھاگوں گا نہیں،
بنی امیہ کے منہ بولے بیٹے
(ابن زیاد) نے مجھے دوراہے
پر لا کھڑا کیا ہے۔ قتل ہونا،
یا ذلت و خواری کو قبول کرنا۔
لیکن میں ان دونوں شقوں
میں پہلی شق کو قبول
کرتا ہوں اور ذلت کے ساتھ
اپنے کو تمہارے حوالہ نہیں کروں گا۔

کے آفتاب کی جلا دینے والی شعاعوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور نہایت دلیرانہ و مردانہ لہجہ میں آواز دی۔

خدا کی قسم میں اپنا ہاتھ ایک فرد ذلیل کی طرح تمہارے سامنے نہیں لاؤں گا اور غلاموں کی طرح تمہارے سامنے سے بھاگوں گا نہیں، بنی امیہ کے منہ بولے بیٹے (ابن زیاد) نے مجھے دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ قتل ہونا۔ یا ذلت و خواری کو قبول کرنا، لیکن میں ان دونوں شقوں میں پہلی شق کو قبول کرتا ہوں اور ذلت کے ساتھ اپنے کو تمہارے حوالہ نہیں کروں گا، ذلت و رسوائی کا قبول کرنا ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہ کام ہمارے گھر سے بہت دور ہے اور ہماری زندگی کے سمندر میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے، اس کام سے نہ خدا راضی ہے، نہ رسولِ خدا راضی اور نہ ایمان دار افراد راضی ہیں، اور نہ وہ پاک و پاکیزہ دامن اور مطہر آغوش راضی ہیں جنہوں نے میری تربیت کی ہے اور نہ صاحبانِ عزت و شرافت راضی ہوں گے کیونکہ یہ سب کے سب کریم افراد اور جوان مردان کی قتلگاہ پر کمینوں کی اطاعت کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔

(ملخص ازخطبہ امام حسینؑ کے خطبہ روز عاشورہ سے)

اسی قسم کی با عظمت روح اور اسی نوعیت کا بلند و خود دار نفس ہوتا ہے جو بشری معاشروں کو آزادی و جوانمردی کا درس دیتا ہے، اور اسلامی معاشروں کو آج تک جو کچھ بھی آزادی استقلال اور حق حاکمیت کا کچھ حصہ نصیب ہوا ہے وہ اسی قبیل کے مردان راہ حق و فضیلت کی سعی و جستجو، تگ و دو کاوش، اور مبارزہ و شہادت کا مرہون منت ہے۔ امام حسینؑ کی نمایاں شخصیت اور بزرگ و باشکوہ قربانیاں اور فداکاریاں ایک خاص عظمت رکھتی ہیں جس کے طول و عرض اور جس کے وجود کی گہرائیوں کو آسانی سے ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس مولود مسعود رہبر معصوم کی شہادت اور اس کے مبارزات نے آزادی بشر کے قانون پر اپنے اور اپنے ناصروں اور مددگاروں کے خون سے دستخط کئے ہیں اور اسے بعنوان تحفہ و سوغات اور بطور درس جاوداں عالم بشریت اور آزادی و شرف کی راہ میں مسلمان مجاہدین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ وہ خون مقدس جو شام کی شفق کی طرح ہمیشہ درخشاں رہے گا اور تمام صدیوں اور تمام زمانوں میں چرخ مینائی اور اس کے بلند ایوان کے سائے میں ایک خاص شکوہ و روشنی اور ایک مخصوص شان و قدر و منزلت حاصل کرتا رہا ہے۔

اس پاسدار حریت اسلامی حضرت امام حسین علیہ السلام کے یوم ولادت پر ادارۂ قارئین راہ اسلام کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ ○

بقیہ: خانۂ فرہنگ بمبئی میں دھوم دھام

اس کے علاوہ شہر بمبئی کے مشہور سینما ہال میں ایرانی فلم "آنسوی ابر" یعنی "بادل کے اس پار" بھی دکھائی گئی جس کو شہر بمبئی میں مقیم ایرانی زرتشتیوں نے بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔

اس کے علاوہ اسلامی انقلاب کی سالگرہ اور دیگر اعیاد اسلامی کو مدنظر رکھتے ہوئے بمبئی کے قیصر باغ ہال میں "شب شعر" کے نام سے ایک شاندار مشاعرہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ○

میلادِ مہدیِ موعود (عج)

و یوم مستضعفین عالم

حضرت امام مہدی آخرالزماں سلام اللہ علیہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو شہر سامرا میں پیدا ہوئے اور اس مولود مبارک کی ولادت کے بعد آیۂ مبارکہ "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" نے عملی جامہ پہن لیا کیونکہ اس دن ایسی شخصیت نے اس دنیا میں قدم رکھا جس کا وجود پیروان حقیقی اسلام محمدیؐ کے لئے ایک خوشخبری اور تمام ظالموں اور موتی گردن والوں کے لئے عذابِ عظیم کی حیثیت رکھتا ہے۔

امام مہدی آخرالزماںؑ کی ولادت کا عوام الناس کو علم نہ تھا اور امام حسن عسکریؑ کے گھر میں ان کی پرورش ہوتی رہی تاکہ انہیں عباسی حکومت کے ظالموں سے محفوظ رکھا جا سکے کیونکہ فرعون کی طرح یہ حکام بھی انہیں قتل کر دینا چاہتے تھے۔ بہرحال عوام کو ان کی ولادت اور کمسنی کے بارے میں معلومات نہ تھی لیکن وہ بعض مخصوص اور معتمد لوگوں کے سامنے آتے رہتے تھے تاکہ انہیں اپنے امام کی ولادت کا علم رہے۔

اس سلسلے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے کہ "بنی امیہ اور بنی عباس ہم آل محمدؐ کی نابودی کے لئے ہمیشہ شمشیر بکف رہا کرتے تھے کیونکہ انہیں اس حقیقت کا بخوبی علم تھا کہ خلافت پر ان کا کوئی حق نہیں ہے اور وہ اس بات سے بھی خوفزدہ تھے کہ کہیں خلافت ان کے ہاتھوں سے چھن نہ جائے۔ اسی وجہ سے وہ اہلبیت رسولؐ کو پوری طرح نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے تاکہ" قائم آل محمدؑ" کی ولادت نہ ہو سکے اور اگر وہ اس دنیا میں پیدا بھی ہو جائیں تو انہیں قتل کر ڈالا جائے۔ اسی وجہ سے خداوند عالم نے انہیں (امام مہدی آخرالزماںؑ) کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔

درحقیقت خداوند عالم ہر قیمت پر اپنے نور کو منزلِ کمال تک پہونچانا چاہتا تھا چاہے مشرکوں کو یہ بات قطعی اچھی نہ لگے۔

جی ہاں! جس طرح خداوند عالم نے فرعون کے قاتلانہ ارادہ سے حضرت موسیٰؑ کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں عرش چہارم پر بلالیا، تین برس تک پیغمبر اسلام کو شعب ابی طالب میں چھپائے رکھا اور اعلان رسالت کے بعد تین روز تک غار حرا میں انہیں قریش کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا، بالکل اسی طرح خدائے قادر و مطلق نے بعض مصالح کی بنیاد پر انہیں پردۂ غیب میں چھپا لیا تاکہ اس حجت خدا کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکے اور وہ ظالموں کے ذریعہ امت پر کئے جانے والے وحشیانہ مظالم کو دیکھ سکیں اور خداوند عالم کی طرف سے حکم ملتے ہی اپنی ذوالفقار سے ظالموں اور کافروں کا کام تمام کر دیں۔ مظلوموں کے حقوق بحال کرائیں اور مسلمانوں کو ظالموں کے چنگل سے نجات دلا کر دنیا سے بشریت کو امن و امان سے بھر دیں۔

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران گفتگو مجھے خیال آیا کہ میں امام عالی مقام سے حضرت قائم آل محمدؑ کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کروں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے محمد بن مسلم! قائم آل محمدؑ میں پانچ پیغمبروں کی پانچ شباہتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ پانچ پیغمبر ہیں حضرت یونسؑ بن متی، حضرت یوسفؑ بن یعقوبؑ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ۔ غیبت سے اس کی واپسی حضرت یونس سے مشابہ ہے کیونکہ ایک طویل مدت تک پردۂ غیب میں رہنے کے بعد بھی بوقت ظہور جوان ہوں گے۔

خواص و عوام سے ان کا پوشیدہ و پنہاں رہنا

حضرت یوسف بن یعقوبؑ سے مشابہت رکھتا ہے تاکہ کوئی انہیں پہچان نہ سکے۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں سے پوشیدہ رہے یہاں تک کہ ان کی پوشیدگی نے ان کے والد حضرت یعقوبؑ کو بھی شک و تردد میں مبتلا کردیا۔ اگرچہ حضرت یوسفؑ اور ان کے والد و بھائیوں کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ نہ تھا۔

قائم آل محمدؑ کی ولادت کو مخفی رکھنا اور ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کے چاہنے والوں کا مصائب و آلام اور وحشیانہ مظالم سے دوچار ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کی غیبت کے زمانے میں ان کے چاہنے والوں کو بھی بڑے مظالم برداشت کرنے پڑے یہاں تک کہ خداوند عالم نے انہیں ظہور کی اجازت دی اور تائید خداوندی کے سایہ میں انہوں نے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرلیا۔

قائم آل محمدؑ کی شخصیت و ولادت اور غیبت کے بارے میں موجود اختلافات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہیں کیونکہ انہیں سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ابھی عیسیٰؑ دنیا میں تشریف نہیں لائے کچھ لوگوں نے کہا وہ مرگئے اور بعض لوگوں نے یہ باور کرلیا کہ انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا جبکہ حقیقت کچھ اور ہے۔

لیکن اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰؐ سے قائم آل محمدؑ کی شباہت کا باعث یہ ہے کہ وہ ذوالفقار سے دشمنان خدا، دشمنان رسولؐ اور ظالموں کے خلاف ڈٹ کر جہاد کریں گے اور آخر کار خداوند عالم انہیں بھی ظالموں پر عظیم الشان فتح عنایت کرے گا۔

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد حکومت ایران نے یوم ولادت قائم آل محمدؑ کو یوم مستضعفین عالم قرار دیا ہے تاکہ دنیا کے کمزور و پسماندہ لوگوں کو خبر دی جائے کہ وہ ظالموں کے ظلم کو دیکھ کر مایوسی کا شکار نہ ہوں بلکہ اس بات کے لئے مطمئن رہیں کہ خداوند عالم نے منجی بشریت کو پردہ غیب میں پوشیدہ رکھا ہے۔

اس منجی بشریت کی ولادت کے موقع پر دنیا کے تمام مستضعفین و پسماندہ لوگوں بالخصوص مسلمانوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں یہی دعا ہے کہ وہ حجت خدا کے ظہور میں تعجیل فرمائے اور اس اسلام دشمن ماحول میں پرچم اسلام کو سربلندی حاصل ہو جائے۔ ○

بقیہ: اسلامی انقلاب کے

کے ہر خطے پر اس کے نقوش ثبت ہو رہے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ اثر یہ ہوا ہے کہ دنیا کے مستضعف عوام میں جذبۂ حریت پیدا ہوا ہے افریقی ممالک کے پسے ہوئے عوام کی نظریں بھی اب اسلامی انقلاب کی طرف ہیں۔ مثلاً سوڈان میں مسلمان عوام وہاں کی امریکہ نواز حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح نکاراگوا کے عوام نے امریکی استعمار کے خونی پنجوں سے نجات حاصل کرلی ہے۔

۴۔ باقی دنیا پر سیاسی و مذہبی اثرات

تمام دنیا کے مستضعف عوام نے یہ دیکھ لیا کہ کس طرح ایک بوریا نشین اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دنیا کی بڑی طاقتوں کے سامنے سینہ سپر ہو گیا اور انہیں ہر لحاظ سے ذلیل و رسوا کیا۔ اس طرح ان میں جذبۂ جہاد پیدا ہوا ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی لہریں تمام عالم پر چھا رہی ہیں۔ اسلامی ثقافت دن بدن اجاگر ہو رہی ہے۔ عریانی اور فحاشی ختم کی جا رہی ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب تمام متکبرین نیست و نابود ہوں گے۔ دنیا اسلامی انقلاب کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوگی۔

○ ○ ○

اعلانِ نتیجہ

ماہنامہ "راہ اسلام" شمارہ ۹۳ کے انعامی مقابلہ میں بہت سے برادران و خواہران اسلام نے شرکت فرمائی۔ مندرجہ ذیل حضرات انعام کے مستحق قرار پائے گئے۔

۱۔ **رباب زہرا** — اوّل
انتظار کدہ، مشکگنج۔ لکھنؤ (یو۔پی)

۲۔ **سید وقار مہدی** — دوم
محلہ میر مست۔ جون پور۔ (یو۔پی)

۳۔ **ڈاکٹر شمیم عابد** — سوم
کوپا گنج۔ مئو (یو۔پی)

مندرجہ ذیل شرکاء مقابلہ کو بھی قرعہ اندازی میں شامل کیا گیا

۱۔ ماسٹر سراج الحسن۔ مشکگنج۔ لکھنؤ۔
۲۔ ڈاکٹر چراغ حسن کامل۔ کوپا گنج۔ مئو۔
۳۔ سید بہادر علی خان رضوی۔ مشکگنج۔ لکھنؤ۔

(باقی صفحہ ... پر)

خانۂ فرہنگ میں جشن مولود کعبہ سے

حجت الاسلام والمسلمین دینِ پرور کا خطاب

مولائے متقیان حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی سالگرہ ولادت کے موقع پر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران میں ۱۳ رجب کی شب میں ایک عظیم الشان جشن کا اہتمام کیا گیا جس میں ممتاز ملکی اور غیر ملکی شعراء نے بارگاہ علوی میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ جشن کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ اس کے بعد ایران کے نامور مفسر نہج البلاغہ اور نہج البلاغہ فاؤنڈیشن کے چیرمین حجت الاسلام دین پرور نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ان کی تقریر کا ترجمہ حاضر خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المؤمنین و مولائے متقیان و ساقی کوثر کی ولادت مسعود کے موقع پر جملہ حاضرین محترم اور منتظمین جشن مولود کعبہ اور اسلام و اہلبیت کے سچے خدمتگزاروں کو پُر خلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس موقع پر میں مولود کعبہ کے بارے میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

علی علیہ السلام وہ تنہا مولود ہیں جس نے مقدس و آسمانی خواتین اور الٰہی فرشتوں کی مدد سے اس خانہ کعبہ میں جنم لیا جو تمام موحدین عالم کا قبلہ ہے اور جس کی طرف منہ کرکے ہر صبح و شام تمام مسلمان اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔

خانۂ کعبہ کی تاریخ میں یہ افتخار و امتیاز فقط علیؑ کیلئے مخصوص ہے اور دنیائے بشریت میں یہ عظیم افتخار کسی دوسرے آدمی کو حاصل نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ سبھی لوگ ان کے عاشق و دیوانے ہیں اور ان سے خصوصی عقیدت و ارادت رکھتے ہیں۔

آج اس عظیم الشان و روحانی جشن میں تمام مسلمانوں حتّیٰ غیر مسلم بھائیوں کی شرکت اور خود اس اجتماع کی تشکیل‘ جو ایک بلند و انسانی تفکر کی علامت ہے‘ درحقیقت مستحق داد تحسین و ستائش ہے کیونکہ جو لوگ اس جشن میں شریک ہوئے ہیں وہ بیجا تعصب سے دور اس مسئلہ کو بلند اور روحانی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ علی علیہ السلام کوئی عام آدمی نہیں بلکہ انسان کامل کا نمونہ اور پیغمبر اسلامؐ کے بعد تمام نمایاں انسانی صفات اور پاکیزگیوں کا مظہر ہیں اور ہر شخص کو ان کی ذات میں اپنا آدرش دکھائی دیتا ہے اور ہر آدمی ان کے مبارک وجود میں اپنے گمشدہ کو پالیتا ہے۔

عقیدت و ارادت کا یہ سلسلہ فقط مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ غیر مسلموں نے بھی ان کی شخصیت پر اہم کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً جارج جرداق نامی عیسائی دانشمند نے "علی صوت العدالۃ الانسانیہ" نامی کتاب لکھی ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے یا سلیمان کتانی نے بھی آنحضرتؑ کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے جو دنیائے عرب میں سب سے بڑے انعام کی حامل ہے۔

لہٰذا علی علیہ السلام کا تعلق فقط شیعوں یا مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق پوری دنیائے انسانیت سے ہے۔ دنیا میں انسانیت اور کمال انسانیت پر عقیدہ و ایمان رکھنے والا کوئی ایسا انسان نہیں ہو سکتا جو علیؑ‘ ان کی صفات اور راہ و روش اور ان کے اخلاق سے عشق نہ رکھتا ہو‘ ان کی سیاست اور ان کے علم و تقویٰ کی مدح و ثنا نہ کرتا ہو‘ ان کو نمونۂ زندگی نہ قرار دیتا ہو اور انھیں اپنا اسوہ و مراد و مقتدیٰ نہ خیال کرتا ہو۔

خود آنحضرتؑ نہج البلاغہ میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"ینحدر عنی السیل ولا یرقی الیّ الطیر" یعنی میں وہ اونچا پہاڑ ہوں جہاں سے علوم و معارف اور اخلاق و عدالت کا سیلاب جاری ہوتا ہے اور ان حقائق کی عظمت و بلندی ایسی ہے کہ کسی طاقت ور پرندہ میں بھی اس کی طرف پرواز کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ درحقیقت اس عظمت و سربلندی

کا راز پیغمبرؐ سے ان کی قربت و نزدیکی ہے۔"

اس کے علاوہ شروع ہی سے خداوند عالم نے حضرت علیؑ کو نمایاں شرافت سے مالا مال کر دیا تھا اور انہیں عالم اسلام کی قیادت اور رسول اکرم (ص) کی خلافت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ خانۂ خدا اور کعبۂ مقدس میں ان کی ولادت خود اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان پر خداوند عالم کی نگاہ شروع ہی سے تھی کیونکہ ولادت و زچگی کے موقع پر ہر عورت کو خانہ کعبہ سے باہر نکل جانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے موقع پر اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خانہ کعبہ حتیٰ کہ کسی عام مسجد کے اندر رہے لیکن مورخین و محققین کا مجموعی بیان یہ ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کے یہاں آثار ولادت نمایاں ہوئے اور ان کا درد بڑھنے لگا تو وہ بارگاہ خداوندی میں دعا و التجا کی غرض سے مسجد الحرام کے قریب آئیں تاکہ وضع حمل میں کوئی دشواری نہ ہو۔ اچانک کعبہ کی دیوار شگافتہ ہو گئی اور فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر داخل ہو گئیں۔ اس کے بعد دیوار دوبارہ جڑ گئی اور کسی دوسرے کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت حاصل نہ ہوئی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر وہ عظیم خاتون دروازہ کی طرف سے داخل ہوتیں تو بھی کوئی مضائقہ نہ تھا لیکن بیت اللہ الحرام کی دیوار میں شگاف پیدا ہوا اور اس شگافتہ دیوار کے راستہ ہی سے انھیں گھر کے اندر بلایا گیا۔ اس کے بعد دیوار دوبارہ جڑ گئی اور کوئی دوسرا حرم میں داخل نہیں ہو سکا۔ یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ اگر وہ عظیم خاتون دروازے سے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوتیں تو زیادہ اہم بات نہ تھی لیکن دیوار میں شگاف ڈال کر انھیں اندر آنے کی دعوت دی گئی اور جب اس نورانی مولود کی ولادت ہو چکی تو دوبارہ دیوار کعبہ شگافتہ ہوئی اور مادر عزیز اپنے نومولود کے ساتھ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ اس مولود مبارک کے نام کے سلسلے میں پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا:

حصصتها بالولد الزکی الطاهر المنتجب الرضی

ولد من شامخ علی اشتق من العلی

ولادت کے ابتدائی ایام ہی سے علیؑ نے پیغمبرؐ کے دامن میں جگہ حاصل کر لی تھی اور آنحضرتؐ نے ان کی تربیت کا کام اپنے ذمہ لے لیا تھا۔

خود حضرت علیؑ اپنے بچپن کے بارے میں نہج البلاغہ کے خطبۂ قاصعہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بالقرابة القریبة والمنزلة الخصیصة و ضعنی فی حجره وانا ولید یضمنی الی صدره ویکنفنی فی فراشه ویمسنی جسده ویشمنی عرفه وکان یمضغ الشیٔ ثم یلقمنیه وما وجد لی کذبة فی قول ولا خطلة فی فعل ولقد کنت اتبعه اتباع الفصیل اثر امه یرفع لی فی کل یوم من اخلاقه علما ویامرنی بالاقتداء به

> اے لوگو! کیا تم لوگوں کو پیغمبرؐ سے میری قربت و نزدیکی کی اطلاع ہے۔ وہ بزرگوار مجھے اپنی آغوش میں لئے رہتے تھے۔ میں نومولود تھا پھر بھی وہ مجھے اپنے سینے سے لگا لیا کرتے تھے۔ وہ مجھے اپنے بستر پر سلاتے تھے اور ان کی خوشبو سے میرا دل و دماغ معطر رہا کرتا تھا۔

اے لوگو! کیا تم لوگوں کو پیغمبرؐ سے میری قربت و نزدیکی کی اطلاع ہے۔ وہ بزرگوار مجھے اپنی آغوش میں لئے رہتے تھے۔ میں نومولود تھا پھر بھی وہ مجھے اپنے سینے سے لگا لیا کرتے تھے۔ وہ مجھے اپنے بستر پر سلاتے تھے اور ان کی خوشبو سے میرا دل و دماغ معطر رہا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ کھانا اپنے دہن مبارک میں چباتے تھے اور پھر اسے میرے منہ میں ڈال دیتے تھے۔ انھوں نے میری زبان سے کبھی کوئی جھوٹ نہیں سنا اور نہ ہی میرے اندر کوئی غلطی یا برائی پائی۔

میں بھی ہمیشہ ان کی پیروی کرتا تھا بالکل اسی طرح جیسے بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے رہا کرتا ہے۔ آنحضرتؐ ہر روز میرے لئے اپنے نورانی اخلاق کا پرچم لہراتے تھے اور مجھے یہ حکم دیتے تھے کہ میں ان کی اقتدا کروں۔

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا گیا علی علیہ السلام اسلام کے پیشوا ہیں کیونکہ انھوں نے اپنی کوتاہ مدت حکومت کے دوران یہ ثابت کر دیا کہ وہ شیعوں اور مسلمانوں کے لئے ہی انصاف و عدالت نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کی حکومت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والے تمام لوگوں کو انصاف حاصل تھا اور امام ان لوگوں کے ساتھ پدرانہ سلوک کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود رات میں کھانے کا تھیلا اپنے کندھے پر رکھ کر فقراء کے دروازہ تک لے جاتے تھے۔ ایک دن انکے اصحاب میں سے کسی نے انھیں بتایا کہ جس محلہ میں آپ کھانا تقسیم کرتے ہیں وہاں مسلمان نہیں ہیں۔ امام نے ارشاد فرمایا: "میں جانتا ہوں"

فقط یہی نہیں بلکہ جب آنحضرتؑ نے سنا کہ معاویہ کے فوجیوں نے شہر پر حملہ کر کے اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں پر ظلم و زیادتی کی ہے تو آپ رنجیدہ ہو گئے اور آپ نے ایک صحابی کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اگر اس غم سے کوئی مسلمان جاں بحق ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ (خطبہ ۲۷)

یعنی آنحضرتؑ کی انصاف پسندی کا یہ عالم ہے کہ وہ کسی غیر مسلم پر بھی ظلم نہیں برداشت کر سکتے ہیں۔ اور اگر کسی نام نہاد مسلمان کے ہاتھوں بھی ظلم و فساد انجام پاتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مظلوم کے حق کا دفاع کرنے لگتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک دوسری داستان ملاحظہ ہو:

امام علیہ السلام نے ایک جگہ سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ایک اندھا آدمی سڑک کے کنارے بیٹھا ہوا بھیک مانگ رہا ہے۔ یہ امام کے لئے ایک حیرت انگیز بات تھی گویا انھوں نے اپنی حکومت میں کوئی نئی چیز دیکھی ہے کہ کوئی

(باقی صفحہ ۵۵ پر)

مولانا اسحاق مدنی مجلس شورای اسلامی (ایرانی پارلیمنٹ) میں عوام کے منتخب نمائندے اور مذہبی امور میں صدر جمہوری اسلامی ایران کے مشیر ہیں۔ عقیدے کے اعتبار سے مولانا موصوف حنفی المسلک سنی ہیں۔

دہلی سے شائع ہونے والے ایک هفت روزہ اخبار میں خبر شائع ہوئی تھی کہ ایران میں سنی مسلمانوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہے، نہ ان کو دینی تعلیم دینے کی آزادی ہے اور نہ ہی ان کو سیاسی اختیارات ہیں!

جب مولانا اسحاق مدنی کو ان اعتراضات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ایک پریس کانفرنس طلب کی، جس میں راہ اسلام نے بھی شرکت کی۔ قارئین کی دلچسپی کے پیش نظر اس پریس کانفرنس میں دریافت کئے گئے سوالات اور مولانا اسحاق مدنی کے جوابات کو تفصیلی طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔

مولانا اسحاق مدنی اخباری نمائندوں کے درمیان

سوال: کیا تہران میں سنی مسلمانوں کی ایک بھی مسجد نہیں ہے؟

مولانا اسحاق مدنی: جہاں تک مساجد کا تعلق ہے وہ انقلاب کی کامیابی کے بعد کی بات نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی مسجد کا وجود ہو اور اسے بند کر دیا گیا ہو۔ یا کسی فرقے کی مسجد دوسرے فرقے کو دے دی گئی ہو۔ تہران میں پہلوی انقلاب سے قبل اہلسنت کی ایک بھی مسجد نہیں تھی۔ اس کے برخلاف سنی اکثریت والے شہر سنندج میں شیعہ حضرات کی کوئی مسجد نہیں ہے۔ وہاں شیعہ حضرات سنی پیش امام کے پیچھے سنی جامع مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ تہران اور سنندج میں حکومت کی جانب سے کسی دیگر فرقے کی مسجد نہ بنایا جانا عدالت کی بنیاد پر ہے۔ ان جگہوں پر جدا مساجد نہ بنانا اتحاد کی بات ہے اختلاف کی بات نہیں ہے۔

سوال: کیا مساجد کی تعمیر و مرمت کے سلسلے میں ایرانی حکومت کوئی مداخلت کرتی ہے؟

مولانا مدنی: ایران میں مساجد کی تعمیر کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے نہ کوئی بندش ہے، نہ پابندی۔ بلوچستان اور کردستان میں سنی حضرات نے پہلوی انقلاب کے بعد سیکڑوں مسجدیں بنوائی ہیں۔ جو کچی تھیں یا خستہ حالت میں تھیں ان کی مرمت کر کے از سر نو بنایا گیا ہے۔ ان تعمیرات میں حکومت کی طرف سے مالی امداد دی گئی ہے۔ زاہدان میں سنی حضرات کی مساجد زیادہ ہیں اور شیعہ حضرات کی مساجد سے زیادہ زیبا و خوبصورت ہیں۔

سوال: کیا ایران میں سنی طالب علموں کی دینی تعلیم کا معقول انتظام ہے؟

مولانا مدنی: اس وقت ایران میں گیارہ ہزار سے زائد طلباء سنی دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تعداد شیعی دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء سے زیادہ ہے۔

ایران میں کئی جگہ سنیوں کے دینی مدرسے حکومت کی امداد سے چلتے ہیں۔ جبکہ شیعہ حضرات کو دینی تعلیم کے لئے سرکاری امداد کی احتیاج ہی نہیں ہے لہٰذا وہ اس کو لینا پسند نہیں کرتے۔

چونکہ شیعہ حضرات میں "خمس" کا نظام ہے۔ شیعہ عام سے خمس کی رقم مرجع تقلید کے پاس اتنی زیادہ اکٹھی ہو جاتی ہے کہ وہ تو خود حکومت کی مدد کر سکتے ہیں اس کے برخلاف اہلسنت حضرات میں زکوٰۃ ہے اور یہ زکوٰۃ کا نظام بھی منظم نہیں ہے۔

سوال: ایران میں سنی حضرات کے لئے دینی اور فقہی کتابوں کی اشاعت کا کیا انتظام ہے؟

مولانا مدنی: ایران میں سنی حضرات کو اپنے عقائد کے مطابق کتابیں شائع کرانے کی مکمل آزادی ہے۔ مگر چونکہ سنی حضرات زیادہ تر سرحدی شہروں میں بستے ہیں وہاں پڑھنے لکھنے کا رواج کم رہا ہے لہٰذا سنی کتب کے ناشر بھی کم ہی رہے ہیں۔ یہ کمی اس طرح پوری ہو جاتی ہے کہ حکومت ایران ہر سال تہران میں عالمی سطح پر کتابوں کی نمائش منعقد کرتی ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف ملکوں سے ناشرین شریک ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر سنی کتب کے ناشر ہی ہوتے ہیں۔ حکومت ایران نرم مبادلہ دیکر اُن کتابوں کو خرید لیتی ہے اور سستی قیمت میں ایرانی شہریوں کے ہاتھ فروخت کر دیتی ہے۔ ان خریداروں میں سنی بھی ہوتے ہیں اور شیعہ بھی۔

سوال: مردم شماری کے اعتبار سے تہران میں بسنے سنی مسلمانوں کی تعداد کیا ہے؟

مولانا مدنی: ایران کی مردم شماری کبھی بھی سنی شیعہ بنیاد پر نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ بتانا مشکل ہے کہ تہران میں کتنی سنی آبادی ہے۔ کوئی بھی محلہ سنی اکثریت کے نام سے معروف نہیں ہے۔

سوال: کیا ایران میں بھی سنی اور شیعہ بنیاد پر دینی تنظیموں کی تشکیل کی جاتی ہے؟

مولانا اسحاق مدنی: ایران میں تنظیمیں ہیں۔ مگر وہ سنی یا شیعہ بنیاد پر نہیں ہیں۔ ایرانی سیاست میں سنی۔ شیعہ بنیاد پر دکانداری نہیں چل سکتی۔ کچھ حضرات حکومت سے ناراض ہیں مگر سنی یا شیعہ بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے مفادات کی بنا پر ناراض ہیں۔ مثلاً معدوم شاہ خود کو شیعہ کہتا تھا اس کے حامی بھی زیادہ تر شیعہ ہی تھے اب وہ موجودہ اسلامی حکومت سے شیعہ ہونے کی بنیاد پر ناراض نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی سنی مخالف ہے تو

> **ایران میں تنظیمیں ہیں۔ مگر وہ سنی یا شیعہ بنیاد پر نہیں ہیں۔ ایرانی سیاست میں سنی شیعہ بنیاد پر دکانداری نہیں چل سکتی۔**

وہ اس بنیاد پر نہیں کہ وہ سنی ہے بلکہ اس کے اپنے مفادات اس مخالفت سے وابستہ ہوں گے۔

سوال: ایک خبرنگار نے مولانا اسحاق سے پوچھا۔ "کیا یہ سچ ہے کہ حکومت نے تودہ پارٹی اور مجاہدین (منافقین) خلق کے رضاکاروں کو کردستان میں سنیوں کے قتل عام کیلئے بھیجا تھا؟"

مولانا مدنی: اگر حزب تودہ منافقین خلق تنظیم کے لوگ حکومت کے اتنے فرمانبردار تھے کہ اُن کے کہنے سے وہ کردستان بھی چلے گئے تو پھر اُن کی حکومت کے خلاف معاندانہ روش نہیں ہونا چاہیئے تھی۔ اور حکومت ان کے خلاف کارروائی نہ کرتی (اشارہ ۲۲ اراکین پارلیمنٹ کو منافقین نے بم دھماکے میں شہید کر دیا تھا) کردستان کے لوگوں نے خود ان کمیونسٹوں کو مار کر بھگایا کیونکہ ان کمیونسٹوں نے سنی علماء کو شہید کر دیا تھا۔ ان کی کتب کو جلا دیا تھا۔ یہ سب کچھ سنی یا شیعہ ہونے کی بنیاد پر نہیں بلکہ کمیونسٹ ہونے کی بنیاد پر تھا۔ ان لوگوں نے اسلامی حکومت کے خلاف متعدد سازشانہ حرکتیں کیں۔ لیکن متعہد حکومت نے ان کا صفایا کر دیا۔

سوال: ایرانی آئین کے مطابق سنی اقلیت اور دیگر اقلیتوں کو حکومت کی جانب سے کیا کیا سہولتیں فراہم ہیں؟

مولانا مدنی: ایرانی آئین کی رو سے سنی و شیعہ کے درمیان کوئی فرق نہیں دونوں مسلمان ہیں۔ اسی آئین کی رو سے جن علاقوں میں سنی اکثریت ہے وہاں سرکاری سکولوں میں سنی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ خواہ اُن میں شیعہ طلبا بھی ہوں۔ وہاں سنیوں کی دینی کتب سرکاری خرچ پر شائع کرائی جاتی ہیں اور طلباء کو مفت دی جاتی ہیں۔ ان میں حنفی و شافعی آبادی کے لحاظ سے جداگانہ طور پر فقہ کی کتب ہوتی ہیں۔

ایران میں عیسائی، یہودی، پارسی، زرتشتی اقلیتیں تسلیم کی گئی ہیں اُن کے لئے امتیازی قوانین ہیں لیکن سنی حضرات بلا کسی امتیاز کے حکومت میں حصہ دار ہیں۔ اس سے سنیوں کو فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر کچھ سیٹیں اُن کے لئے محفوظ کر دی جائیں تو صرف وہ ہی اُن کے نصیب میں ہوتیں۔ اب وہ حکومت میں اضافی حصہ حاصل کر سکتے ہیں مثلاً ایرانی پارلیمنٹ میں اس وقت ۱۶ منتخب ممبران سنی ہیں جبکہ گزشتہ پارلیمنٹ میں صرف بارہ تھے۔ آئندہ مہینوں میں پھر الیکشن ہونے والا ہے ممکن ہے اس میں اس سے زیادہ تعداد ہو جائے۔ وہاں سنی شیعہ کی کوئی تفریق نہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک ایسے علاقے سے جہاں شیعوں کی واضح اکثریت ہے ایک سنی مسلمان منتخب ہو کر آیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پڑھا لکھا شیعہ

(باقی صفحہ پر)

بقیہ : اے مسلمانو متحد ہو جاؤ

عزت اور اس کی ذلّت کو اپنی ذلّت سمجھنا چاہیئے۔

اگر ہم نے اپنے دلوں میں یہ جذبہ پیدا کرلیا تو پھر اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کرسکتی۔ نہ اسرائیل کی داداگیری چل پائے گی نہ امریکہ کی غنڈہ گردی۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے بانی امام خمینیؒ نے بھی کیا اچھے انداز میں ہمیں اتحاد کی دعوت دی ہے۔ ایک تقریر کے درمیان آپ نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا یہ "اگر مسلمانان جہاں یک سطل آب بر سر اسرائیل بریزند اسرائیل از بین خواہد رفت" "اگر دنیا کے مسلمان اسرائیل پر صرف ایک ایک بالٹی پانی ڈال دیں تو اسرائیل بہہ جائیگا۔

بقیہ : مولانا اسحاق مدنی

ہے تو وہ سنّی اکثریتی علاقے سے منتخب ہوکر آسکتا ہے۔

سوال : انقلاب اسلامی ایران اور جنگ تحمیلی کے دوران برادران اہلسنت نے کیا قربانیاں پیش کیں ؟

مولانا مدنی : انقلاب اسلامی ایران اور جنگ تحمیلی کے دوران تقریباً ۱۱۰۰۰ سنّی حضرات شہید یا زخمی ہوئے تھے۔

سوال : آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہاں سنّی و شیعہ بنیاد پر کبھی مردم شماری نہیں ہوئی اور وہاں سنّیوں اور شیعوں کی کوئی جداگانہ تنظیم نہیں ہے تو پھر آپ نے شہداء و معلولین میں سنّی برادران کی تعداد کا پتہ کیسے لگا لیا؟

مولانا مدنی : یہ تعداد اُن علاقوں سے موصولہ اطلاعات کی بنیاد پر ہے جہاں سنّی اکثریت ہے یا جس جگہ پر صرف سنّی حضرات رہتے ہیں۔

بقیہ : خصوصی سوالات کا انعامی مقابلہ

۱۹۔ مسجد گوہر شاد، جس میں ۱۱ر اگست کو شاہی حکومت نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا کس شہر میں واقع ہے ؟

(الف) قم (ب) اصفہان

(ج) مشہد (د) زاہدان

۲۰۔ جلاوطنی کے بعد ایران واپسی پر امام خمینیؒ سب سے پہلے کہاں تشریف لے گئے تھے۔

(الف) امام رضا علیہ السلام کے مزار پر زیارت اور تجدید عہد کے لئے۔

(ب) مدرسہ فیضیہ میں شہید علماء کی تعزیت کے لئے

(ج) شاہی محل استبدادی حکومت کو معزول کرنے کے لئے۔ (د) بہشت زہرا۔ شہدا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے۔

۲۱۔ دہہ فجر کے دوران امام خمینیؒ کہاں تشریف فرما رہے؟

(الف) حسینیہ جماران تہران

(ب) ہوٹل استقلال تہران

(ج) مدرسہ فیضیہ قم (د) بہشت زہرا۔

۲۲۔ ایران کی جہاد سازندگی تنظیم کا کیا کام ہے۔

(الف) تعمیر اور فلاحی کام

(ب) مکانات اور سڑکوں کی تعمیر کا کام

(ج) سازو آواز کو اسلامی بنانے کا کام

(د) دوا سازی اور صحت سے متعلق دیگر امور۔

بقیہ : تعلیمات قرآن

بڑا ظلم جہاں معاشرہ کو زک لگاتا ہے اور لوگوں کو انحراف کی طرف راغب کرتا ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ یہ خداوند عالم کی شناخت اور اس کی معرفت کی راہ میں ایک رکاوٹ کی طرح ہے اور اس کا مقصد مرتبہ کو رسوا و بدنام کرنا ہے۔

بقیہ : صحیح جوابات

آموزش عالی (ج) وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی۔

۱۲۔ بنارس

۱۳۔ ۲۰۰ سے زائد ہلاک۔ غازی آباد میں بنائی جاتی تھی۔

۱۴۔ محسن الملت مولانا سید محمد محسن صاحب نے منظوم ترجمہ کیا اور مجاہد بک ڈپو لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

سنہ ۱۹۹۱ء کے اہم حوادث پر ایک نظر

جنوری کی پہلی تاریخ آتے ہی لوگ ایک دوسرے کو مخلصانہ مبارکباد پیش کرنے لگتے ہیں۔ سالِ نو کی آمد اس بات کی دلیل ہے کہ ۱۹۹۱ء اب ماضی کا حصہ بن چکا ہے درحقیقت اس بحرانی اور تلاطم سال نے نئے عالمی نظام کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے کیونکہ اس سال کے دوران عالمی سطح پر ایسے حوادث رونما ہوئے جن کے بارے میں چند سال پہلے سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ اسّی برس قبل حاکم فرانس نپولین نے ایک قطبی دنیا کا جو نظریہ پیش کیا تھا اس نے ۱۹۹۱ء میں عملی جامہ اختیار کر لیا اور اس صدی کا اہم ترین حادثہ بن گیا۔

نئے سال کی آمد پر دنیا کے دانشوروں اور حکمرانوں نے گذشتہ سال کے بارے میں طرح طرح سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ نئے عالمی نظام کی قیادت و علمبرداری کا دعویٰ کرنے والے امریکی صدر جارج بش نے اس سال کی اہمیت کا اعتراف اس انداز میں کیا ہے: "اس سال میں اکثر ناممکنات ممکن ہوگئے۔"

بہرحال یہ بات مکمل وثوق و اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ گذشتہ سال جو حوادث رونما ہوئے ہیں ان کی اہمیت ہیروشیما اور ناگاساکی میں جوہری بم کے دھماکے سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ ان حوادث نے عالمی سیاست کے ڈھانچے کو بالکل بدل دیا اور ایک نئے دور کی شروعات ہوگئی جس میں آہنی دیواریں باقی نہ رہ گئیں، یورپی ممالک کے درمیان فاصلہ کم ہوگیا اور قوموں کی سیاسی زندگی پر کمیونزم اور لینن ازم کا سایہ باقی نہ رہ گیا اور بظاہر دنیا "وہائٹ ہاؤس" کی مرضی کے مطابق قدم آگے بڑھا رہی ہے۔

لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک قطبی جدید عالمی نظام ہمیشہ امریکی خواہش و اشارہ کے مطابق چلتا رہے گا کیونکہ متحدہ یورپ سر اٹھانے والا ہے اور یہ امریکہ کے مقابلے میں ایک نئی عالمی طاقت کی حیثیت سے ابھر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کمیونزم کے تجدید حیات کی ہلکی اور مدھم راگ بھی سنائی دینے لگی ہے کیونکہ سابق مشرقی جرمنی کے رہنما "وارنش ہونیکر" جیسے سیاسی ماہرین کمیونزم کی موجودہ ناکامی کو "محاذ سے وقتی واپسی" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

بہرحال آئندہ رونما ہونے والے حوادث کے بارے میں کسی قسم کی پیشین گوئی کے بجائے ذیل میں سالِ گذشتہ کے بعض اہم واقعات کی ایک جھلک پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ عبرت انگیز ماضی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مستقبل کی طرف قدم بڑھانا دانشمندی کی علامت ہے۔

سوویت یونین کا زوال

اکتوبر ۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب کی کامیابی کے بعد روس کی شاہی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور "نظریہ مارکسیزم و لینن ازم" کی بنیاد پر ایک اشتراکی حکومت کا قیام عمل میں آگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سوویت یونین نے ایک طاقتور عالمی قطب کا روپ اختیار کر لیا لیکن اس کمیونسٹی نظام نے ۷۰ سال کے اندر ہی دم توڑ دیا اور مارکس و لینن کا نظریہ عجائب گھر کے حوالے ہوگیا۔ واضح رہے کہ مارکس کی زندگی میں ہی مارکسی نظریہ سے انحراف کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا اور مارکس کا یہ قول کہ "میں مارکس ہوں، مارکسی نہیں ہوں" اس دعوے کی بہترین دلیل ہے۔

سوویت یونین کی موت کا بنیادی سبب نظریہ اور سماجی حقائق کے درمیان مطابقت کا فقدان ہے جس کو دور کرنے کے لئے دو بار لازمی اصلاحات کی کوشش کی گئی لیکن بعد میں یہ اصلاحاتی پروگرام ملتوی ہوگئے۔ ۱۹۸۵ء میں میخائیل گورباچف نے اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی اور "پریسٹرائیکا و گلاسنوست" کے نام سے اپنا اصلاحاتی پروگرام شروع کیا جس کے نتیجے میں دو بڑی طاقتوں کے درمیان سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا لیکن مارکسی حکومت کی چولیں پہلے سے زیادہ متزلزل دکھائی دینے لگیں۔

اس ۷۴ سالہ کمیونسٹی حکومت کے دوران لینن، اسٹالن، خروشچیف، برژنوف، آندروپوف، چرنینکو اور گورباچف

نامی سات لیڈروں نے سوویت یونین پر حکومت کی ایس سے پانچ لوگ فطری موت سے ہمکنار ہوئے اور اقتدار پر ان کے رقیبوں نے قبضہ جمالیا۔ خروشچیف کو ایک سیاسی بغاوت کے نتیجے میں اقتدار سے الگ ہو کر گمنامی کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ گورباچیف نے اندروپوف کے اقتدار کے زمانے میں اپنی سیاسی سرگرمیاں تیز کردی تھیں لیکن چرنینکو کی وجہ سے قدرے انتظار کے بعد ۱۹۸۵ء میں انھیں مکمل اقتدار حاصل ہوگیا۔ انھوں نے اپنا اصلاحاتی پروگرام بڑے زور شور کے ساتھ پھر شروع کردیا لیکن ملک گیر اقتصادی بحران کی وجہ سے وہ اپنے زوال کو روک نہ سکے۔ اس دوران انتہا پسند کمیونسٹوں کے ذریعہ انھیں سہ روزہ فوجی بغاوت بھی جھیلنی پڑی۔ اس کے بعد سابقہ سوویت خفیہ تنظیم (K.G.B) کے خاتمہ کا ایلان ہوا اور اس کے بعد کمیونسٹی نظام کا شیرازہ درہم برہم ہونے لگا اور آخرکار ۱۹۹۱ء کے اواخر میں اس کا کام تمام ہوگیا۔ کمیونسٹی نظام کے اختتام کے ساتھ ہی ساتھ معاہدہ وارسا بھی ختم ہوگیا۔

جنگ خلیج فارس

امریکہ اپنے جدید عالمی نظام کو مستحکم بنانے کے لئے ماسکو کے تعاون سے مخالفت کے تمام مراکز کو نابود کردینا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم علاقہ خلیج فارس تھا جو امریکہ اور اس کے متحدین کے لئے انتہائی خطرناک شکل اختیار کرچکا تھا کیونکہ عراق نے کویت پر قبضہ کرلیا تھا اور علاقے کے دوسرے ملکوں پر دھاوا بولنے والا تھا۔ اس سلسلے میں پہلے امریکہ نے اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی جانب سے قراردادیں منظور کرائیں تاکہ سیاسی اور فوجی اعتبار سے وہ عراق کی ناکہ بندی کردے۔

اس کے بعد سلامتی کاونسل کی ۶۷۸ویں قرارداد کے ذریعہ اس نے عراق پر فوجی حملے کی زمین ہموار کرلی۔ اس نے مصر اور شام سمیت اپنے متحدین کی فوج جمع کرکے عراق پر زمینی، ہوائی اور بحری افواج کے ساتھ دھاوا بول دیا۔ عراقی فوج اس وسیع حملے کی تاب نہ لاسکی چنانچہ اس نے کویت کے تیل کے کنوؤں میں آگ لگادی۔ عربستان اور اسرائیل پر میزائیلی حملے کئے لیکن آخرکار شرمناک شکست کے بعد عراقی فوج کو کویت کی سرحدوں سے ہٹنا پڑا۔ اس کے بعد ایسے بہت سے واقعات رونما ہوئے جس سے صدام کی نابودی کی امید کی جاتی تھی۔ بہر حال امریکی اعتبار سے اس جنگ کا پورا خرچہ ۶۱ کروڑ ڈالر بتایا گیا ہے۔

دنیائے بشریت کا یہ حادثہ دو اہم ردعمل کا حامل قرار پایا۔ حکومت عراق نے عوام کی مخالفت کو کم کرنے اور لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے پارلیامنٹ کا احیاء کرکے ملک میں مختلف پارٹی نظام کو بھی منظوری دے دی۔

دنیائے بشریت کا یہ حادثہ دو اہم ردعمل کا حامل قرار پایا۔ حکومت عراق نے عوام کی مخالفت کو کم کرنے اور لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے پارلیامنٹ کا احیاء کرکے ملک میں مختلف پارٹی نظام کو بھی منظوری دے دی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ عراقی حکومت نے یہ وعدہ بھی کیا کہ ملک کے آئین میں لازمی تبدیلیاں بھی کردی جائیں گی اور جمہوری نظام کی تشکیل عمل میں آجائے گی۔ دوسری طرف حکومت عراق نے اپنے مخالفین کی سرکوبی کا لامتناہی سلسلہ شروع کردیا۔ اور شمالی و جنوبی عراق میں عوام کے قتل عام کا بازار گرم ہوگیا۔ اس ظلم و بربریت کے جواب میں مخالفین نے صدام کا تختہ الٹ دینے کی بھرپور کوشش کی اور دمشق و بیروت اور لندن میں صدام مخالف اجتماعات بھی منعقد کئے۔

جنگ خلیج فارس کی جانب سے پیش کئے جانے والے جدید عالمی نظام کی ابتدائی علامتوں کی حامل ہے کیونکہ اس کے بعد خلیج فارس اور دنیا کے دیگر بحرانی علاقوں کے سلسلے میں تیار کئے گئے امریکی منصوبے پوری طرح نمایاں ہوگئے۔

عرب و اسرائیل گفتگو:

خارجہ سیاست کے میدان میں امریکہ کو یہ بنیادی کامیابی حاصل ہوگئی کہ اس نے عرب اور اسرائیل کو گفتگو کی میز پر آمنے سامنے بٹھا دیا۔ اس گفتگو کے دوران، جس کی ابتداء میڈرڈ میں ہوئی تھی، دو طرفہ بحث و مباحثہ ہوا۔ اس کے بعد کے اجلاس واشنگٹن میں منعقد ہوئے لیکن مسئلہ کے حل ہونے کے سلسلے میں کوئی خاص نتیجہ برآمد نہ ہوسکا لیکن ۴۳ سال کے طویل عرصہ کے بعد عربوں اور اسرائیلیوں کا آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کرنا امریکہ کی کامیابی کی علامت ہے۔

اس مذاکرہ صلح میں عربوں کی طرف سے اردن، فلسطین، شام اور لبنان کے وفد نے شرکت کی۔ شام نے جولان کی چوٹیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، لبنانیوں نے جنوبی لبنان سے صیہونی فوجوں کے واپسی کی بات رکھی اور فلسطینیوں نے کچھ مقبوضہ علاقوں کی واپسی کی مانگ پیش کی۔

اس گفتگو کو کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کا تسلسل کہا جا سکتا ہے اور اس کی کامیابی کے امکانات بھی نظر آتے ہیں کیونکہ امریکہ اپنے جدید عالمی نظام کے مطابق پرانے جھگڑوں کو باقی نہیں رکھنا چاہتا بلکہ وہ تمام جھگڑوں کو صلح آمیز گفتگو کے ذریعہ حل کرنا چاہتا ہے۔ ○

امام خمینیؒ
اور
وحدت اسلامی

از: عائشہ اقبال احمد بمبئی

محکوم قومیں جب اپنے سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام کے زیرنگیں ہوتی ہیں تو انھیں نوجی اور انتظامی استبداد ہی کا مقابلہ نہیں ہوتا، بلکہ تہذیبی اور فکری سطح پر بھی انھیں زندگی اور موت کی لڑائی لڑنی ہوتی ہے۔ ہر لمحہ حکمراں قوم ان کے تمام آدرشوں اور اقدار کو للکارتی ہے اور ان کے ماضی ہی نہیں حال کا بھی جواز طلب کرتی ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں عظیم اور باجبروت ملتِ اسلامیہ ایک ایسے ہی استبداد کا شکار تھی۔ اس تاریک دور میں جب مسلمانانِ عالم نے اپنے آس پاس نگاہ کی تو انھیں پتہ چلا کہ وہ قافلۂ ارتقار سے کٹ گئے ہیں، جبر توں نے ان پر یورش کی اور وہ بوکھلا اٹھے، مقابل بلندیاں انھیں بہت عظیم نظر آئیں، ان کے عقیدوں کی شگی دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، بلندیاں جو ان میں خوابیدہ تھیں اور بھی گہری نیند سو گئیں کہ انھیں اپنے اندر کا عرفان نہیں رہا تھا۔ انھوں نے اپنے جینے اور ہونے کا جواز تلاش کیا اور اس تلاش میں وہ مقابل بلندیوں سے اپنے عقائد کا موازنہ کرنے لگے۔

اس اندھی تلاش کا نتیجہ یہ نکلا کہ کل کی فاتح قوم آج ذلیل و خوار ہو رہی تھی۔ ڈاروِن کے نظریۂ جہد للبقا کے مطابق سامراج کے طاقتور پنجے پوری گہرائی تک ان کے سینوں میں پیوست ہو چکے تھے۔ طاقتور سرمایہ دار ممالک صنعت، منڈی، خام مواد اور سستی محنت پر کام کرنے والے مزدوروں کی تلاش میں ایشیا اور افریقہ کے پسماندہ ملکوں پر قبضہ کرنے اور محکوم بنانے کی دوڑ میں لگے ہوئے تھے۔ گویا سرمایہ داری یا صنعتی اجارہ داری کی لوٹ مار بقول لینن اپنے انتہائی آخری دور میں پہنچ چکی تھی۔ اس نئے سامراجیت کے منکروں کے ہاتھوں جہد للبقاء کا اصول انواع کے بجائے اقوام پر اور اقوام سے افراد پر بھی نافذ کیا جانے لگا۔ یعنی اس کا مطلب یہ نکلا کہ بڑی مچھلی کو چھوٹی مچھلیاں نگل لینے کی پوری آزادی ہے اگر ہ

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

نظریۂ ارتقار یا (EVOLUTION THEORY) کا سہارا لینے والے اس بات کو سوچ بیٹھے تھے کہ جس طرح جمادات خود بخود ارتقار کی جانب گامزن ہیں، اسی طرح انسانی معاشرہ بھی بغیر احساس خود شعوری کے پروان چڑھ جاتا ہے۔ جمادات کا ارتقار نباتات میں دیکھنے والے اور نباتات کا ارتقار حیوانات میں تلاش کرنے والے جب انسان کو تختۂ مشق بنانے پر آئے انھوں نے اس کی ترقی، کمالات و مقامات کی منزلیں آخرت میں تلاش کرنے کی بجائے اسے تنزل اور انحطاط کی راہ دکھا کر اس کے ارتقار کو تسفّل کے مدارج میں ڈھونڈنے لگے۔ انسانی تمدن کا کھوج بن مانسوں اور بندروں کے جبلّی میلانات اور وحشیوں کے شہوات میں تلاش کرتے کرتے وہ خود وحشت و بربریت کی آخری حدود کو پھلانگ گئے۔ نتیجے میں بیسویں صدی عیسوی کے اوائل نے جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں کا مشاہدہ کیا تو اواسط نے سامراجیت اور فسطائیت کا ننگا ناچ دیکھا۔

جب کبھی بھی انسان نے قانونِ فطرت کی شوکت کو قانونی حاکموں کی غیر فطری بالادستی کی آڑ بنایا ہے اور عسکری قوت لے کر معاشرہ کی حفاظت کی بجائے استحصال کا برتاؤ کیا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی ہے۔ ملتِ ابراہیمی کی روشنی نے ظلمت کدۂ یونان میں سحر کی، تو حضرت موسیٰؑ نے احکام عشرہ کے ذریعہ اپنی امت کو پیام دیا کہ قانون کا سرچشمہ انسانی معاشرہ کی ہدایت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہ تعلیم دی کہ انسان صرف قوت کے بل پر صحت مند معاشرہ قائم نہیں کرسکتا بلکہ اس کے سامنے "آخرت" کا نصب العین ضروری ہے۔

> جب کبھی بھی انسان نے قانونِ فطرت کی شوکت کو قانونی حاکموں کی غیر فطری بالادستی کی آڑ بنایا ہے اور عسکری قوت لے کر معاشرہ کی حفاظت کی بجائے استحصال کا برتاؤ کیا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی ہے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد، جب کہ آخری زمانے تک کے لئے نبوت کی حجت پوری کردی گئی، انسانی معاشرہ میں اصلاح اور ریفارم کا کام ائمہ کرام، علماء و صوفیا نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ یعنی وحی کی راہ آئندہ کے لئے مسدود کر کے علم و تحقیق کی ایسی شاہراہیں کھول دی گئیں جن پر چل کر ظاہر اور غیب، موجود اور مقصود، حاضر اور آخرت کے سنگم کو پل صراط کی طرح عبور کرنا ہر طالب علم کے لئے طریقۂ سلوک کی مانند ممکن ہوگا۔

طلوعِ ارتقاء

کائنات کے اخلاقی قوتوں کے تصادم اور اس کے احوال و نتائج پر غور کریں تو ہمیں ایک منظم قانون فطرت کارفرما نظر آتا ہے۔ ایک باطل نظریہ جنم لیتا ہے۔ اس نظریئے کے علمبردار پیدا ہوتے ہیں۔ اس پر ایک باطل نظامِ اخلاق، ایک باطل نظامِ معیشت اور ایک باطل نظامِ سیاست کے روپ چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس غلبے کے نیچے دب کر صالح اخلاق کے تمام عناصر دم توڑ دیں گے۔ تاہم اس نظامِ باطل کو مہلت ملتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام خشکی و تری میں فساد کی سیاہی چھا جاتی ہے اور اس عالم کے مصلحین بھی دنیا کی از سر نو اصلاح سے مایوس ہونے لگتے ہیں۔ پھر دفعتاً ایک مخفی ہاتھ نمودار ہوتا ہے، جو اس پورے نظامِ باطل کو اس طرح جھنجھوڑ دیتا ہے کہ اس کی ایک ایک اینٹ بکھر جاتی ہے:

"اور ہلا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ
پکار اٹھتے ہیں انبیاء اور ایمان والے کہ اللہ کی
مدد کب آئے گی۔ جان رکھو کہ اللہ کی مدد قریب
ہے۔"

(القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۲۱۴)

۱۹۰۲ء میں خلیج فارس کی سرزمین ایران کے شہر خمین میں ایک ایسی ہی ہستی نصرت ایزدی کی صورت میں حاجی آغا مصطفےٰ کے گھر طلوع ہوئی، جس نے کائنات کے ارتقاء کو "اُمتوں" کی بجائے ایک امت کے سپرد کر دینے کے جہاد کا بیڑہ اٹھایا۔ اس ہستی کا نام تھا "آیت اللہ روح اللہ الموسوی الخمینیؒ"۔

مغرب کی لادینی سیاست جس میں کلیسا کو حاکمی سے یا مذہب کو نظامِ حکومت سے الگ کر دیا گیا تھا، کسی نیک نیتی یا فلاحِ انسانیت کے تصور پر مبنی نہ تھی، بلکہ ظلم و بربریت کے لئے ایک نیا جواز تلاش کر لیا گیا تھا۔ دوسری طرف اسی سیاست نے عقیدۂ وطنیت کی بنیاد پر ایک نئے سیاسی تصور یعنی "قومیت" کو جنم دیا۔ اور یورپی اقوام میں قومیت کا تازہ جوش پیدا کر کے انھیں ملت اسلامیہ کے خلاف متحد و صف آرا ہونے پر آمادہ کیا۔

امام آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ نے مغرب کی اسی استعماری سازش کو سب سے پہلے بے نقاب کرتے ہوئے موجودہ دنیا میں پہلی مرتبہ ایک سیاسی پلیٹ فارم سے آواز بلند کی۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے جو جنگ چھیڑی تھی اس کی مناسبت سے امام خمینیؒ نے تمام اسلامی حکومتوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپیل کی تھی کہ:

"اس سے پہلے اسلامی ممالک کو متعدد مرتبہ اتحاد و یگانگت و آپسی اختلافات کو دور کر کے مخالفین کے مقابلے میں ایک ہو جانے اور مخالفین کے ایجنٹوں کے بارے میں — جو دولِ اسلامیہ کے لئے ذلت و رسوائی چاہتے ہیں اور جو حالات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں میں نفاق اور شقاق کا بیج بو دیا جائے تاکہ یہ لوگ ہمیشہ ظلم و استعمار کے جوئے تلے پڑے رہیں، اور ان کی مادی ثروت کو لقمۂ تر سمجھ کر طابع شکم سیر ہوتے رہیں۔ میں نے خود ایرانی حکومت کو وارننگ دی تھی کہ وہ اسرائیل اور اس کے مقامی خائن ایجنٹوں کی طرف میلان پیدا نہ کرے اور اس سے مطالبہ کیا تھا کہ اس زہریلے بیج کا جو اسلامی حکومتوں کے قلب میں لگایا گیا ہے قلع قمع کر دیں اور اس کے اس فساد کو جو ہر روز عالم اسلام کو چیلنج کرتا رہتا ہے نیست و نابود کر دیں۔"

مغرب کی لادینی سیاست کی اساس کا پردہ فاش کرتے ہوئے امام خمینیؒ نے فرمایا تھا:

"صرف ایک ہی چیز ہے جو اجانب و استعمار کے سامنے سدِ سکندری بن سکتی ہے اور ان کو اُمم اسلامیہ کے ذخائر کو لوٹنے سے روک سکتی ہے، وہ اسلام اور علمائے اسلام ہیں۔

استعماری حکومتوں کی تاریخ میں یہ حقیقت آج بھی موجود ہے۔ چنانچہ سابق برطانوی وزیر اعظم خبیث سے منقول ہے: وہ کہتا ہے: جب تک مسلمانوں کے درمیان قرآن موجود ہے ہم اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

باقی آئندہ

بقیہ:
جشنِ مولودِ کعبہ...

آدمی سڑک کے کنارے بیٹھ کر بھیک مانگے۔ انھوں نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

ان لوگوں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! یہ کوئی اہم بات نہیں ہے کیونکہ یہ فقیر مسلمان نہیں ہے بلکہ عیسائی ہے۔ پہلے یہ بڑھئی کا کام کرکے اپنی روزی کماتا تھا لیکن اب یہ بوڑھا اور نابینا ہوگیا ہے اور کام نہیں کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ رہ گیا ہے اسی وجہ سے یہ گلی کے کنارے بیٹھ کر بھیک مانگتا ہے۔

امامؑ نے حیرت انگیز لہجے میں ارشاد فرمایا۔ "اپنی جوانی کے زمانے میں اس نے تم لوگوں کا کام انجام دیا اور چونکہ اب وہ کام نہیں کرسکتا تو بھیک مانگے؟! اس کے بعد آپ نے حکم صادر فرمایا کہ "مسلمانوں کے بیت المال سے پنشن ادا کی جائے"۔

یہ ان کی حکومت کا سب سے بڑا افتخار ہے کہ ریٹائرڈ لوگوں کے لئے پنشن کی سہولت کا حکم سب سے پہلے انھوں نے صادر کیا تھا۔

آج عالمِ اسلام اور دنیائے بشریت کو حضرت علیؑ کی رہنمائیوں کی سخت ضرورت ہے۔ اگر دنیا کے لیڈران ایک ایسے انسانی معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں جہاں لوگ صلح و سلامتی، امن وامان اور عدل وانصاف کے سایہ میں زندگی بسر کرسکیں، تو انھیں مولائے متقیان علیؑ کی زندگی کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیے اور خلافت کے زمانے میں ان کی روش کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ملکی امور کا نظم وانتظام حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا جاسکے۔

آج دنیا میں علمی اور فلسفیانہ اعتبار سے انصاف کوئی مشکل چیز نہیں ہے بلکہ آج دنیائے بشریت کی سب سے بڑی مشکل خود لیڈروں کا متقی اور انصاف پسند ہونا ہے۔ اگر دنیا کے لیڈران خود عادل اور صاحبِ تقویٰ ہوجائیں اور لوگوں کے حقوق کا احترام کرنے لگیں تو دنیائے انسانیت میں یہ ساری جنگ وخونریزی باقی نہ رہ جائے اور لوگ امن وسلامتی کے گہوارہ میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ جو لوگ انسانی زندگی کو عزیز رکھتے ہیں انہیں آنحضرتؐ کے ارشادات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ امن و امان، "صلح وسلامتی"، روحِ معنویت اور اپنے اخلاقی کمالات کی تربیت کے ساتھ ساتھ دوسروں کی سماجی ترقی میں تعاون کرسکیں اور انشاء اللہ پوری دنیائے بشریت میں حقیقی صلح وآشتی کا ماحول پیدا ہوجائے۔

میں حضرت علیؑ کی رہنمائی کے سایہ میں بارگاہِ خداوندی سے تمام انسانوں بالخصوص آپ تمام حاضرین کی سعادت وسلامتی کا خواستگار ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بقیہ:
اہم خبریں

سید سجاد حسین صدر امامیہ آرگنائزیشن سرینگر نے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں آپ رقمطراز ہیں کہ امریکہ کی توسط سے اسپین کی راجدھانی میڈرڈ میں مسئلۂ فلسطین کے متعلق یہ امن کانفرنس تب تک کامیاب نہیں ہوگی جب تک کہ اسرائیل تمام مقبوضہ عرب علاقہ جات سے مکمل طور پر انخلا نہیں کرے گا یہ میڈرڈ کانفرنس مسلمانانِ عالم بالخصوص مظلوم فلسطینی عوام کے خلاف کیمپ ڈیوڈ مجھوتہ کی طرح ایک بین الاقوامی سازش کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس امن کانفرنس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے عوام اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ غاصب اسرائیل ہمارے قبلۂ اول مسجد الاقصیٰ پر قابض ہے امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی پشت پناہی پر اسرائیل نے ۴۳ سالوں سے ایک عالمی سازش کے تحت اپنی توسیع پسند عزائم کے خاطر مشرقِ وسطیٰ کے کئی حصوں پر لشکرکشی کرکے ان پر اپنا ناجائز قبضہ جمالیا۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں مختصراً عرض کیا جائے انگریز سامراج اور امریکہ مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے اگر اب بھی مسلمانانِ دنیا کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی دشمنانہ اور مکارانہ چالیں سمجھ میں نہیں آئیں گی تو نتیجہ وہی ہوگا جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے گذشتہ سال عراق میں کیا۔

بقیہ:
اعلان نتیجہ

۴۔ تقی حیدر کاظمی۔ گلگلا بلیس، جلالپور۔
۵۔ نور فاطمہ۔ جنت نگر۔ نینی تال۔
۶۔ سید حسن مہدی۔ امروہہ۔
۷۔ ماسٹر شمیم رضا۔ نگپور۔ جلالپور۔
۸۔ سید دلدار احمد رضوی۔ پارکی پٹی، اعظم گڑھ۔
۹۔ سید فیاض حسین رودولی۔ مرزاپور۔
۱۰۔ سید باقر رضا نوشاد احمد۔ وارانسی۔
۱۱۔ سید مبارک علی نقوی۔ غازی آباد۔
۱۲۔ قیصری بی بی۔ نینی تال۔
۱۳۔ مبارک علی نقوی، امروہہ۔
۱۴۔ صفدر حسین جعفری۔ سرسی، مراد آباد۔

اہم خبریں

خانۂ فرہنگ میں بزم مقاصدہ

بزم مقاصدہ میں اسٹیج کا منظر۔ صدر جلسہ جناب خواجہ حسن ثانی نظامی خطبہ بیان فرماتے ہوئے

نئی دہلی ۔ ۱۸ر جنوری (گزارش : ع۔ح۔ جعفری) آج یہاں خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران میں ایک بزم مقاصدہ منعقد کی گئی۔ مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے منعقد کئے گئے اس جشن میں ۲۳ شعراء کرام نے شرکت فرمائی۔ آیت اللہ سید دین پرور اس میں مہمان خصوصی اور جناب خواجہ حسن ثانی نظامی صدر جلسہ تھے۔ سیکڑوں عقیدتمندوں نے اس جشن میں شرکت فرمائی۔

آج بعد نماز مغرب خانۂ فرہنگ کے ہال میں تلاوت کلام پاک سے جشن کا آغاز ہوا۔ آیت اللہ دین پرور نے امیرالمومنینؑ کی حکومت کے بعض پہلوؤں کو بطور مثال پیش کر کے فرمایا کہ آپؑ کی حکومت عدل پر مبنی تھی۔ یہ عدل صرف مومنین و مسلمین کے لئے ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ نے بلا امتیاز ہر ایک کو مکمل عدل و انصاف عطا کیا۔

ولادت امیرالمومنینؑ کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے آیت اللہ نے فرمایا۔ کوئی بھی خاتون "ایسی" حالت

میں کسی عام مسجد یا خانۂ کعبہ میں داخلے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن مادر مولائے متقیان خانۂ کعبہ کے قریب جاتی ہیں، بحکم خدا جدارِ کعبہ شق ہوکر، در بنا دیتی ہے، آپ اُس میں داخل ہوتی ہیں، وہاں مولا متولد ہوتے ہیں حضرت فاطمہ بنت اسد اُسی نئے در سے، نومولود کو لیکر باہر نکلتی ہیں اور رسول اکرمؐ کی آغوش میں دے دیتی ہیں ــــ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنینؑ کی کعبہ میں ولادت اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ اس میں جلالت الٰہی کے مصالح پنہاں ہیں۔

آیت اللہ دین پرور کی تقریر کے بعد بزم مقاصدہ کا آغاز ہوا۔ نظامت کے فرائض عظیم امروہوی نے انجام دئے۔ دیگر شعراء میں شامل تھے: متین امروہوی، ناصر نقوی امروہوی، رضا امروہوی، اشان حیدر بیباک امروہوی، شمیم امروہوی، حسین حیدر جائسی، انظر عباس اعظمی، ہمایوں عباس نابش میرٹھی، فخری میرٹھی، واجد سحری، حیات لکھنوی، ساغر لکھنوی، اختر عابد نوگانوی، شمیم عثمانی، مخمور سعیدی، ناہید جلالپوری، عابس جلالپوری، آل رضا جلالپوری، دبیر سیتاپوری، معجز حسین معجز سنبھلی، عاشور کاظمی لندن اور مولانا آغا روحی صاحبان۔

بزم مقاصدہ رات ایک بجے تک جاری رہی۔

جشن کے اختتام پر مہمانوں کی پذیرائی بھی کی گئی۔

خانۂ فرہنگ میں یوم بعثت و امام خمینیؒ کی وطن واپسی اور دہۂ فجر کی مناسبت سے جشن

خانۂ فرہنگ میں محفل مقاصدہ۔ اسٹیج کا ایک منظر۔ عاشور کاظمی اپنا کلام سنا رہے ہیں۔

نئی دہلی (یکم فروری) آج یہاں خانۂ فرہنگ میں یوم بعثت رسولؐ اکرم (۲۷ رجب) کی مناسبت سے ایک پُرشکوہ جشن کا انعقاد ہوا۔ حجت الاسلام جناب خوئینی ہا اس جلسے میں مہمانِ خصوصی تھے۔ دہلی میں موجود ایرانی مرد وخواتین اور بچوں نے اس جلسے میں شرکت فرمائی۔

بعد نماز مغرب جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ایرانی بچوں نے رنگارنگ پروگرام پیش کئے اس میں تقاریر، نعت خوانی اور تلاوت کا مقابلہ شامل تھا۔ ان ایرانی بچوں کو دہلی میں واقع ایرانی مدرسہ میں تربیت دی گئی تھی۔

حجت الاسلام خوئینی ہا نے اپنی تقریر میں بعثت پیغمبر اکرمؐ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ انقلاب اسلامی ایران اسی انقلاب کا پرتو ہے جس کا آغاز اب سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفےٰ (ص) نے سرزمین حجاز پر کیا تھا۔

واضح رہے کہ حجت الاسلام خوئینی ہا سنہ ۱۹۸۸ء میں حجاج بیت اللہ کے لئے امام خمینیؒ کے نمائندے تھے۔ اسی سال تقریباً ۴۰۰ ایرانی سعودی گولیوں کا نشانہ بن کر شہید ہوگئے تھے موصوف ایرانی پارلیمنٹ (مجلس شورای اسلامی) کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔

روز بعثت امام خمینیؒ کی وطن واپسی اور دہۂ فجر سے مربوط یہ جشن رات ۱۰ بجے تک جاری رہا پروگرام کے بعد مہمانوں کی پذیرائی بھی کی گئی۔ ○

بمبئی میں اقدام امت کانفرنس

حجۃ الاسلام محسن قرائتی اقدام امت کانفرنس کو خطاب فرماتے ہوئے

ماہنامہ راہ اسلام کے گزشتہ شمارہ میں اس کانفرنس کے بارے میں ایک مختصر سی خبر شائع کی جا چکی ہے جس میں کچھ نقص و کوتاہی باقی رہ گئی تھی جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے ذیل میں اس سلسلے کی مختصر رپورٹ ملاحظہ ہو۔

جمعیت کانفرنس کا ایک منظر

یہ سہ روزہ کانفرنس اسٹوڈنٹس اسلامک موومنٹ (S.I.M) کی جانب سے ۲۳ تا ۲۵ دسمبر ۹۱ء باندرہ بمبئی میں منعقد ہوئی تھی جس میں تقریباً تیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے شرکت فرمائی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان، ایران، بنگلہ دیش، سری لنکا، امریکہ، سوڈان، فلسطین وغیرہ اور دیگر کئی بیرونی ممالک کے مندوب دانشوروں اور طالب علموں نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس کے ایک اجلاس میں اسلامی جمہوریہ ایران کی تحریک فروغ تعلیم نامی تنظیم کے چیئرمین حجت الاسلام جناب قرائتی نے بھی خطاب فرمایا۔

ایس۔ آئی۔ ایم کے جنرل سکریٹری جناب جمیل صدیقی کی مرسلہ گزارش میں مذکورہ کانفرنس کے عالمی سیشن کی روداد اس طرح ہے: عالمی سطح پر امریکہ کی چودھراہٹ اور یہود و نصاریٰ کی روباہی سازشوں اور متحدہ سرگرمیوں کے نتیجے میں، امت مسلمہ کو در پیش مسائل اور جارج بش کے پُر فریب نئے عالمی نظام (NEW WORLD ORDER) کا نعرہ، عالمی سطح پر امت مسلمہ کی بیداری اور مسلسل جد و جہد سے ہی کمزور اور زوال پذیر ہو سکتا ہے۔ نئے عالمی اسلامی نظام کی تشکیل کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے پاکستان، سری لنکا، فلسطین اور اسلامی جمہوریہ ایران کے نمائندوں نے امتی بنیاد پر متحد ہونے اور اسلام کو غالب نظام کی شکل میں برپا کرنے پر زور دیا۔۔۔"

اس موقع پر اقادریہ انجمن اسلامی دانشجویان ایران ہند کی طرف سے انقلاب اسلامی ایران سے متعلق، کتب و تصاویر کی نمائش کی گئی۔ یہ اسٹال کانفرنس کے دوران، مورد ضیا زد استقبال عوام و خواص رہا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق ایرانی نشریات کو وافر تعداد میں خرید گیا۔ بالخصوص وصیت نامہ حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ کو سنی و شیعہ تقریباً بھی برادران خواہران نے طلب فرمایا کانفرنس کے دوران اسلامی فاؤنڈیشن کیرالہ اور دیگر ناشرین نے بھی مختلف زبانوں پر مشتمل کتب کے سٹال لگائے تھے۔

تین روزہ عالمی جشن مولود کعبہ

عالمی جشن مولود کعبہ۔ اسٹیج کا ایک منظر (بائیں سے دائیں)۔ سفیر محترم جناب ابراہیم رحیم پور، رایزن فرہنگی جناب باقر کریمیان، وزیر جناب ارجن سنگھ، مولانا اسحاق مدنی، مولانا کوثر نیازی، مولانا کلیم صدیقی آیت اللہ دین پرور، گیانی ذیل سنگھ جی

نئی دہلی۔ ۱۹؍جنوری۔ (گزارش: ع۔ ح۔ جعفری) آج یہاں تکٹورا انڈور اسٹیڈیم میں سہ روزہ عالمی جشن مولود کعبہ کی آخری نشست اختتام پذیر ہوگئی۔ اس نشست کے مہمان خصوصی جناب مولانا اسحاق مدنی اور صدر جلسہ جناب مولانا کوثر نیازی تھے اس سہ روزہ جشن میں افتتاحی اجلاس، بزم مقاصدہ، کانفرنس اور اہم شخصیات کی تقاریر شامل ہیں۔

۱۷؍جنوری صبح ۱۰ بجے افتتاحی اجلاس میں اسلامی پارلیمنٹ لندن کے صدر جناب کلیم صدیقی نے صدارت فرمائی۔ سفیر محترم اسلامی جمہوری ایران جناب ابراہیم رحیم پور، وزیر افرادی وسائل جناب ارجن سنگھ اور سابق صدر جمہوریہ ہند جناب گیانی ذیل سنگھ جی مہمانانِ خصوصی تھے۔ دیگر مقررین میں مولانا سید علی نقوی، آچاریہ پرگیا نند جی، مولانا ڈاکٹر کلب صادق مولانا حسن ثانی نظامی، فادر ورگھیس، ڈاکٹر عمار رضوی، جین منی سشیل کمار اور سید سبط رضی صاحبان شامل تھے۔

جشن کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری محمد یامین نے تلاوت اور مولانا ناصر سعید عبقاتی "آغا روحی" نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔ اس افتتاحی نشست میں داؤدی بوہرہ فرقے کے سربراہ سیدنا برہان الدین کا مدحتِ امیرالمؤمنینؑ میں ایک خط بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ عالمی اردو کانفرنس کے سربراہ و روح رواں جناب علی صدیقی نے معزز مہمانوں کی گل پوشی کی اور استقبالیہ مراسم ادا کئے۔

سفیر کبیر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "اگر علی صدیقی جیسے شخص کو بنیاد پرست کہا جا سکتا ہے تو ہم بھی بنیاد پرست ہیں۔" موصوف نے امیرالمؤمنینؑ کی خدا و خلق خدا سے محبت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ "آپؑ کی شخصیت وہ ہے کہ اگر نماز کی حالت میں پیر میں پیوست تیر کو نکال لیا جائے تو خبر تک نہ ہو لیکن اگر کوئی مدد طلب کرے تو حالت نماز میں ہی اس کو عطا کردیں۔" موصوف نے مروجہ سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: "مغربی دنیا "آزادی بشر" کے نام پر سلمان رشدی کی تو حمایت کرتی ہے لیکن الجزائر میں اُسے آزادی بشر کا خیال نہیں رہتا!"

سابق صدر جمہوریہ ہند جناب گیانی ذیل سنگھ نے اپنی تقریر میں فرمایا: "دنیا میں ہر مذہب کے ماننے والے کو بنیاد پرست کہہ دیا جاتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ مذہب سے بیزار ہیں وہ اپنے اصولوں میں مذہبی لوگوں سے زیادہ بنیاد پرست ہیں۔" وزیر افرادی وسائل جناب ارجن سنگھ کی تقریر میں احادیث کے متعدد حوالے موجود تھے۔ آپ نے سیرت امیرالمؤمنینؑ پر بصیرت افروز پرمغز تقریر کی۔ اس میں ولادت علیؑ سے شہادت تک کے بہت سے اہم واقعات سے استفادہ کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر کلیم صدیقی نے فرمایا: "اگر ہم مسلمان کی جگہ "سنّی" یا "شیعہ" کہلاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں منحرف ضرور ہوئے ہیں۔" موصوف نے دونوں فرقوں کی اہم غلطی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا: "سنّیوں نے "خلافت" کو "ملوکیت" کی شکل میں قبول کیا اور شیعوں نے حضرت حجۃ (عج) کی غیبت میں اپنی اجتماعیت کو مسخ کر دیا انہوں نے سمجھ لیا کہ حکومت تو صرف ظہور امامؑ پر ہی ممکن ہے۔" صدیقی صاحب نے اپنے ایمان و یقین کی بنیاد پر پیشین گوئی کی کہ "انحراف کو ختم ہونا ہے

بھی وضاحت فرمائی۔ اس موقع پر حوزہ علمیہ کے پرنسپل حجۃ الاسلام سید اسد رضا حسینی نے مومنین و حاضرین کی خدمت میں عید میلاد علیؑ کا ہدیہ تبریک پیش کیا۔ یہ جلسہ اذانِ صبح تک جاری رہا۔ اس کے بعد مہمانوں کی پذیرائی بھی کی گئی۔

امروہہ ۱۳؍جنوری۔ سید علی ظہیر کی گزارش کے مطابق انجمن جشن مولود کعبہ کی زیر نگرانی ایک کل ہند منقبتی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران سے جناب اکبر ثبوت نے بحیثیت مہمان خصوصی اس بزم مقاصدہ میں شرکت فرمائی۔ جناب محمد اشفاق شوق لکھنوی نے جلسے کی صدارت فرمائی۔ حجۃ الاسلام محمد میادت نقوی امام جمعہ و جماعت امروہہ کی تقریر کے ساتھ اس مشاعرہ کا افتتاح ہوا۔ جناب عظیم امروہوی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

اس بزم مقاصدہ میں ہندستان کے نامور شعراء کرام نے بارگاہ امیر المومنین میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ جناب اکبر ثبوت نے تقریر میں فرمایا کہ: "امیر المومنینؑ کی کوئی بھی مدح و ستائش قرآن مجید میں مذکورہ ستائش سے بڑھکر نہیں ہو سکتی۔ خداوند کریم نے اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں متعدد موقعوں پر حضرت علیؑ کی مدح و ستائش کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ ولایت و سرپرستی علیؑ کا عوام میں اعلان کر دو اگر یہ اعلان نہ کیا تو گویا کوئی کار رسالت ہی انجام نہیں دیا۔ اور جب رسول اسلامؐ نے وہ اعلان کر دیا تو خدا نے مسلمانوں کے لئے تکمیل دین اسلام اور نعمت الٰہی کی سند عطا کر دی"۔

یہ بزم مقاصدہ بعد نماز مغرب شروع ہوئی اور آئندہ روز صبح ۹ بجے تک جاری رہی۔

لکھنؤ: یوسف زیدی کی گزارش کے مطابق ۱۳؍رجب ۹ بجے شب، شیعہ یتیم خانہ کاظمین روڈ، کل ہند محفل مقاصدہ منعقد کی گئی جس میں ہندستان کے مشہور و معروف شعراء کرام نے شرکت فرمائی۔ محفل کا افتتاح جسٹس سید حیدر عباس صاحب رضا اللہ آبادی نے کیا اور نظامت کے فرائض جناب ثقلین حیدر نے انجام دیئے۔ یہ محفل مقاصدہ ادارۂ وارث کعبہ کی زیر نگرانی منعقد کی گئی۔

مدراس

سرور رضا مصطفوی کی گزارش کے مطابق مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی مناسبت سے مرکز فیض اسلام، مدراس میں مدرسہ عباسیہ کے طلباء کا تقریری مقابلہ ہوا۔ اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔ اس تقریری مقابلے کے جج مولانا علی فطرت اور ڈاکٹر ہادی علی کرانی صاحبان تھے۔ اس تقریری مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام کی حیات طیبہ، کردار، اخلاق، اور فضائل و معجزات پر روشنی ڈالی گئی۔ آخر میں رہبر انقلاب اسلامی ایران جناب آیت اللہ خامنہ ای صاحب قبلہ مدظلہ کی طول عمر اور صحت کے لئے دعا کی گئی۔ محفل کا اختتام چائے نوشی اور شیرینی پر ہوا۔

۱۵؍جنوری کو بھی "اسلامک ویمن آرگنائزیشن" کی جانب سے اسی طرح کا تقریری مقابلہ اور محفل منعقد ہوئی جس میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل پر روشنی ڈالی گئی۔

صدامی مظالم کے خلاف ہندستان میں احتجاجی مظاہرے

ہندستان کے مختلف شہروں سے صدامی ظلم و بربریت کے خلاف احتجاجی مظاہروں کی گزارشات موصول ہوئی ہیں جن میں بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

مرادآباد

جعفری یوتھ فیڈریشن مرادآباد یونٹ نے ضلع کے مختلف مواضعات اور شہروں میں جلسے، جلوس اور احتجاجی مظاہرے کئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے توسط سے حکومت ہند کو ۱۰؍دسمبر کو عرضداشت پیش کی گئی جس میں عراقی علماء و عوام اور امکن قدس پر صدامی جارحیت کے خاتمہ کے لئے حکومت ہند سے زور ڈالنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

گجرات

تاجپور، مومن واڑہ، احمدآباد سے شیخ ابن حسن امروی واعظ نے ۲؍جنوری کو دعائیہ مجالس اور جلسے جلوس منعقد کئے جانے کی اطلاع دی ہے، جس میں عراقی مسلمانوں کے لئے نصرت الٰہی کی دعا اور صدامی مظالم کی مذمت کی گئی۔

مہاراشٹر

قاضی پورہ سنجیر سے جعفری ایجوکیشن ٹرسٹ کے سکریٹری نے اطلاع دی ہے کہ یہاں صدام ملعون کے مظالم کے خلاف ۱۴؍جنوری جلسہ و جلوس کا انعقاد کیا گیا۔ اور عراقی علماء و مومنین کے لئے دعائیں کی گئیں۔

بنارس

انجمن حیدری نسواں بنارس کے زیر نگرانی ۱۰؍دسمبر ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ایک ہزار سے زائد خواتین نے شرکت کی۔ احتجاجی قرارداد منظور کی گئی۔ جس کی نقلیں متعلقہ سفارتکاروں کو ارسال کر دی گئیں۔ اس جلسے میں جنت البقیع کے انہدام پر بھی اظہار غم اور احتجاج کیا گیا۔

امامیہ ہال میں جعفری یوتھ کیمپ

نئی دہلی ۔(۲۱ رجنوری) سید قمر عباس کی گزارش کے مطابق یہاں امامیہ ہال میں جعفری یوتھ فیڈریشن آف انڈیا کی جانب سے چوتھا آل انڈیا جعفری یوتھ کیمپ منعقد کیا گیا۔ اس میں ہندوستان کے بارہ صوبوں سے تقریباً ۵۰۰ مندوبین نے شرکت کی۔ اس کیمپ میں نوجوانوں کو دینی تعلیم کی طرف راغب کیا گیا اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی گئی۔

فیڈریشن کے قومی صدر جناب علی جاوید زیدی نے جعفری نوجوانوں سے اپیل کی کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے متحدہ طور پر کام کریں۔ موصوف نے مزید فرمایا کہ عراق میں صدامی ظلم و بربریت کے خاتمے کے لئے ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ سابق ممبر پارلیمنٹ محمد حسین کسانہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ قوم کے نوجوان اور علماء مل کر قوم کی برائیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ یہ سہ روزہ کیمپ ۲۵ رجنوری کو شروع ہوا تھا۔ حجۃ الاسلام سید محمد موسوی نے اس کا افتتاح کیا تھا۔

اسی اثناء معلوم ہوا ہے کہ فیڈریشن کے کل ہند صدر جناب جاوید زیدی نے ہند و اسرائیل سفارتی تعلقات کو آزاد ہند کا سب سے زیادہ افسوسناک واقعہ قرار دیا ہے۔ زیدی صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ ہندوستان ہمیشہ فلسطینیوں کی حمایت میں آواز بلند کرتا رہا ہے لیکن اس فیصلے سے فلسطینی کاز کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ فیڈریشن کے ترجمان سید قمر عباس نے بھی حکومت ہند کے اس فیصلے کو مورد تنقید بناتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فیصلہ مہاتما گاندھی جواہر لال نہرو، اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کی خارجہ پالیسی کے منافی ہے۔ موصوف نے اس کے نتیجے میں ہندوستان اور مسلم ممالک کے درمیان خلیج پیدا ہو جانے کے اندیشے کا اظہار کیا ہے۔ ○

"عراق متجاوز ہے اسے ایران کو جنگی خسارہ ادا کرنا چاہیئے"

وزیر خارجہ جرمنی کا بیان

وزیر خارجہ جرمنی جناب ہانس ڈیٹریش گینشر نے اپنے حالیہ بیان میں اقوام متحدہ سکریٹری جنرل کی اس رپورٹ کی بھرپور حمایت کی ہے کہ مسلط شدہ خلیجی جنگ میں عراق حملہ آور رہا ہے۔ انھوں نے مزید اعلان کیا کہ حکومت جرمنی اس ایرانی موقف کی حمایت کرتی ہے کہ عراق اپنی اس مجرمانہ حرکت کے لئے ایران کو جنگی خسارہ ادا کرے۔

جرمنی کے مرکزی شہر بون میں مقیم ایرانی سفیر آقائے موسویان سے اپنی گفتگو کے دوران وزیر خارجہ جرمنی نے کہا کہ "حکومت جرمنی نے جنگ کی شروعات ہی سے عراق کو متجاوز کہا ہے اور سلامتی کاؤنسل کی طرف سے جنگ بندی کی قرارداد ۵۹۸ کے جاری ہوتے ہی اس کی مکمل حمایت کی ہے۔"

گفتگو کے دوران لبنان میں دو جرمنی یرغمالیوں کی رہائی کے بارے میں بھی غور و فکر کی گئی۔ ایرانی سفیر آقائے موسویان نے کہا کہ "ایران جرمنی یرغمالیوں کی رہائی کے لئے پوری کوشش کر رہا ہے اور یہ امید کرتا ہے کہ انہیں جلد رہائی حاصل ہو جائے گی۔

سردست اس بات کی یاد دہانی لازمی معلوم ہوتی ہے کہ پوری مغربی دنیا میں وزیر خارجہ جرمنی وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے صدام کو متجاوز قرار دیا تھا اور اس وقت بھی مغربی دنیا میں وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اقوام متحدہ سکریٹری جنرل کی حالیہ رپورٹ کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ عراق حملہ آور ہے لہٰذا اسے ایران کو جنگی خسارہ ادا کرنا چاہیئے۔ ○

"کمیونزم کے زوال کے سلسلے میں آیت اللہ امام خمینی (رح) کی پیشین گوئی تین سال کے اندر پوری ہو گئی۔"

——— اشپیگل

جرمنی کے ہفتہ وار اخبار اشپیگل نے اپنے حالیہ شمارہ میں لکھا ہے کہ انقلاب اسلامی ایران کے قائد آیت اللہ خمینی نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ آئندہ دس برسوں میں کمیونزم کا نام و نشان مٹ جائے گا اور ان کی یہ پیشین گوئی تین برس کے اندر ہی پوری ہو گئی۔

یہ ہفتہ وار اخبار لکھتا ہے کہ امام خمینیؒ کا خط فقط سوویت یونین کی بربادی کا باعث نہیں بنا بلکہ اس کی وجہ سے کمیونزم نے ساری دنیا پر اپنا اقتدار بنائے رکھنے کا جو منصوبہ بنا رکھا تھا وہ پوری طرح ناکام ہو گیا۔

ہفتہ وار اشپیگل مزید لکھتا ہے کہ ممکن ہے اب وہ وقت آ گیا ہو کہ امام خمینیؒ کی دوسری پیشین گوئی بھی عملی جامہ اختیار کرے اور تاجکستان، ازبکستان، قزاقستان، قرقیزستان، ترکمنستان اور آذربائیجان جہاں مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ ہے ایک طاقت میں تبدیل ہو کر مسلط ہو جائیں۔ یہ اخبار مزید لکھتا ہے کہ ایران کے صدر جمہوریہ حجت الاسلام ہاشمی رفسنجانی نے کہا ہے کہ یہ ہمارا تاریخی فریضہ ہے کہ ہم اسلام کی کھوئی ہوئی اولاد کو امید کی آغوش میں دوبارہ پہنچا دیں۔

اس مقالے میں الجزائر کے حالیہ چناؤ میں مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی، یورپ کی سرحد پر اسلام پسندی کا بول بالا اور مسلمان ملکوں کے درمیان موجود اختلافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ ڈاکار میں اسلامی ممالک کی کانفرنس نے ان ملکوں کے درمیان موجود اختلافات کو پوری طرح نمایاں کر دیا لیکن صدر رفسنجانی نے بڑی مہارت کے ساتھ اس پلیٹ فارم سے ایرانی موقف کا اعلان کرتے ہوئے مسلمان حکمرانوں پر واضح کر دیا کہ ایران ایک اہم اور منضبط

اسلامی مرکز ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ پوری کانفرنس کے دوران رفسنجانی تمام شرکت کنندگان کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے یہ رسالہ مزید لکھتا ہے کہ مرکزی ایشیاء کی مسلمان اکثریت والی جمہوریتیں اپنے اسلامی خانوادہ کی طرف پوری طرح مائل ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ بحر اطلس سے بحر ہند تک ایران، پاکستان اور ترکی کو ملا کر ایک عظیم اسلامی فیڈریشن کی تشکیل عمل میں آجائے۔

یہ رسالہ مزید لکھتا ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں ایران ان مسلمان جمہوریتوں کی طرف زیادہ مائل ہے اور تاجکستان کے صدر خواجہ یوف نے حال ہی میں اسلامی جمہوریہ ایران ڈاکٹر علی اکبر ولایتی کا شاندار خیر مقدم کیا ہے اور استقبالیہ تقریب کے دوران صدر تاجکستان خواجہ یوف نے فارسی زبان میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "ہم دو قومیں ایک خون، ایک عقیدہ اور ثقافت کے حامل ہیں۔ ہم دونوں بھائی دوبارہ ایک دوسرے کو پا گئے ہیں۔

یہ رسالہ تاجکستان میں ایرانی وفد کے شاندار استقبال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "تاجکستان کی سڑکوں پر عوام بڑے جوش و خروش کے ساتھ یہ نعرہ لگا رہے تھے۔ "ولایتی خوش آمد، بوئے خمینی آمد"۔

اشپیگل سابق سوویت یونین کی مسلمان اکثریت والی جمہوریتوں اور ایران کے درمیان تعاون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایران اور جمہوریۂ آذربائیجان کے درمیان موجودہ روحانی رابطہ کو بہترین نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ دو سال قبل دونوں ملکوں کی سرحدیں کھلی ہیں اور مختصر سی مدت میں باہمی تجارتی لین دین میں غیر معمولی اضافہ ہوچکا ہے۔

○ ○ ○

"کمیونزم کے زوال کے بعد دنیا ایران و امریکہ کا مقابلہ دیکھے گی"

—نیویارک ٹائمس کا بیان

ایک ہندستانی صحافی نے نیویارک ٹائمس اخبار میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون میں ایران کو ۱۹۹۱ء کے بحرانی اور پُر آشوب سال کے دوران معدودے چند کامیاب ترین ملکوں میں شمار کیا ہے۔

اس ہندستانی صحافی نے اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ کمیونزم کی موت کے بعد اب دنیا ایران اور امریکہ کے مقابلے کا منظر دیکھے گی۔

انڈین ٹیلیگراف پبلکیشن کے چیف ایڈیٹر ایم جے اکبر نے اس مقالے میں لکھا ہے کہ ایران نے ابھی اپنا حقیقی مقصد فراموش نہیں کیا ہے اور وہ مقصد عالم اسلام کی قیادت اسلامی انقلاب کی حقیقی کامیابی اور شیطانِ اکبر یعنی امریکہ کا مقابلہ ہے۔

اخبار نیویارک ٹائمس مزید لکھتا ہے کہ ایران ان معدودے چند ملکوں میں سے ایک ہے جو ۱۹۹۱ء کے پُر آشوب اور بحرانی سال کے دوران ہر اعتبار سے کامیاب رہا ہے۔ اس مدت کے دوران ایران نے اپنے دو اہم مقاصد میں کامیابی حاصل کرلی۔ اس کی پہلی کامیابی یہ تھی کہ اس نے بڑے اطمینان سے اس علاقے میں اپنے واحد رقیب یعنی عراق کی سرکوبی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کی دوسری عظیم کامیابی یہ رہی کہ اس نے کمیونزم کے انجام کے سلسلے میں آیت اللہ خمینی کی پیشین گوئی کو عملی جامہ پہنتے ہوئے بھی دیکھ لیا۔

نیویارک ٹائمس لکھتا ہے کہ امام خمینیؒ نے میخائیل گورباچیف کے نام اپنے مشہور مکتوب میں یہ دعوت دی تھی کہ اسلام قبول کریں، امریکہ کے خلاف مشترکہ تحریک میں شامل ہوجائیں۔"

اس مقالہ نگار نے مزید لکھا ہے کہ عالم اسلام کی قیادت جیسے عظیم مقصد میں کامیابی کے لئے ایران کو چاہیے کہ وہ اصول پرستوں اور غیر مذہبی جماعتوں کے درمیان ہونے والی جدوجہد میں کامیابی حاصل کرے۔

مقالہ نگار لکھتا ہے کہ "چھوٹا شیطان یعنی سوویت یونین فطری امراض میں ہلاک ہوگیا اور بڑا شیطان اپنے مفاد کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جدید عالمی نظام کی تشکیل کے لئے کوشاں ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آئندہ جنگ اسلام اور مسیحیت کے درمیان ہوگی اور جیسا کہ آیت اللہ خمینی نے پیشین گوئی کی ہے "مغرب مختلف النوع اسلحوں سے مسلح ہوگا اور فرزندان آیت اللہ خمینیؒ جو ایران کی سرحدوں کے باہر نکل چکے ہیں، الہامی اور روحانی طاقت سے مالا مال ہونگے اور شہادت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ فوجوں کو تو شکست دی جاسکتی ہے لیکن شہیدوں یا شہادت کے متوالوں سے ٹکرانا اور بات ہے۔

○ ○

تاجکستان کا "رسم الخط" فارسی ہوگا

تاجکستان پارلیامنٹ نے عید فطر، عید قربان اور نوروز کے موقع پر قومی تعطیل کا اعلان کردیا۔

ایرانی وزارتِ خارجہ کے سکریٹری نے اپنے حالیہ دورۂ تاجکستان کے بعد ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "تاجکستان میں موجودہ رسم الخط کی تبدیلی اور پورے ملک میں فارسی رسم الخط کی بحالی ہماری گفتگو کا اہم ترین موضوع تھا" انھوں نے مزید کہا کہ جلد ہی

تاجکستان کا رسم الخط "فارسی" ہو جائے گا۔ اپنی گفتگو کے دوران انھوں نے بتایا کہ باہمی تعاون کے طور پر ایرانی وزارت تعلیم و تربیت کی جانب سے تاجکستان کو فارسی کی درسی کتب فراہم کی جائیں گی اور یہ اس راہ میں پہلا قدم ہوگا۔" انھوں نے امید ظاہر کی کہ ایرانی وزارت تعلیم و تربیت کی جانب سے درسی کتابوں کی پہلی کھیپ جلد ہی تاجکستان پہنچ جائے گی اور ایرانی ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کا ایک وفد جلد ہی تاجکستان کا دورہ کرے گا۔

اس سفر کے دوران ایرانی وزارت خارجہ کے سکریٹری نے تاجکستانی لیڈروں کو یقین دلایا کہ بین الاقوامی تنظیموں کی رکنیت کے سلسلے میں ایران تاجکستان کی پوری مدد کریگا۔ اس سفر کے دوران وزیر خارجہ جمہوری اسلامی ایران "ڈاکٹر ولایتی کا سرکاری مکتوب صدر جمہوریہ تاجکستان کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں "علی مجتہد شبستری" کو تاجکستان میں ایرانی سفارتخانہ کا سرپرست مقرر کئے جانے کا سرکاری اعلان بھی شامل تھا۔

واضح رہے کہ تاجکستانی پارلیامنٹ نے عید فطر، عید قربان اور عید نوروز کو قومی تعطیل کا اعلان کیا ہے۔ ○

اور بنگلہ دیش کے درمیان دوستانہ تاریخی روابط کا ذکر کرتے ہوئے موجود باہمی تعلقات میں فروغ و اضافہ کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے کہا۔ "ہمارے عوام حافظ، سعدی، فردوسی، خیام اور مولوی روم جیسے نامور شعراء و مصنفین سے بخوبی آشنا ہیں اور ان کی ادبی تخلیقات کو دنیائے بشریت کے لئے گرانقدر میراث سمجھتے ہیں۔

اس ملاقات کے دوران نائب وزیر خارجہ ایران نے صدر جمہوریہ بنگلہ دیش کو علاقے میں رونما ہونے والے موجودہ حالات کے سلسلے میں ایرانی موقف سے آگاہ کیا اور موجودہ باہمی روابط میں وسعت و فروغ کے موضوع پر بھی گفتگو کی۔

اس ملاقات کے دوران نائب وزیر خارجہ ایران نے ایک دیوان حافظ اور شاہنامہ فردوسی کے بنگالی ترجمہ کا ایک نسخہ بطور ہدیہ صدر جمہوریہ بنگلہ دیش کی خدمت میں پیش کیا۔

○ ○ ○

الجزائر میں امریکی سازش کی ناکامی اور اسلامی حکومت کی تشکیل یقینی ہے : آیت اللہ خامنہ ای

اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان آیت اللہ خامنہ ای نے وزارت تعلیم و تربیت کے ذمہ دار لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے الجزائر میں رونما ہونے والے موجودہ حوادث کی طرف اشارہ کیا اور کہا: "دنیا کے جس علاقے میں وہاں کے عوام اسلام سے اپنی رغبت اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں وہاں شیطانی طاقتیں ان کے خلاف صف بستہ دکھائی دینے لگتی ہیں لیکن ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ آخر کار الجزائر کے عوام اپنی پسندیدہ اسلامی حکومت کی تشکیل میں کامیاب ہوں گے۔

اپنی تقریر کے دوران آیت اللہ خامنہ ای نے ملت و قوم کے آہنی ارادہ کے سامنے میں اسلام دشمن طاقتوں کی عاجزی و ناتوانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "اقوام عالم اپنی مسلسل جد و جہد اور اپنے آہنی ارادہ کے سایہ میں اپنی دلی تمنا پوری کر لیں گے کیونکہ ہم عالمی سامراج کی اسلام دشمنی کی انتہا و گہرائی کا ایران میں بخوبی تجربہ کر چکے ہیں اور اس وقت بھی اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی محاذوں پر اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف نبرد آزمائی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ○

اسلامی تمدن کا احیاء

صدر جمہوریہ بنگلہ دیش جناب عبد الرحمٰن بسواس نے نائب وزیر خارجہ ایران جناب بروجردی سے ڈھاکہ میں اپنی حالیہ گفتگو کے دوران کہا: "ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی درحقیقت پوری دنیا میں اسلامی تمدن کے احیاء کا باعث بن گئی۔

صدر جمہوریہ بنگلہ دیش نے سابق سویت یونین کے حالیہ زوال کے سلسلے میں امام خمینیؒ کے تاریخی مکتوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "کاش امام خمینیؒ زندہ ہوتے اور ان حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔" انھوں نے ایران

والانامہ

محترم مدیر راہ اسلام السلام علیکم

جنوری ۹۲ کے شمارہ میں جناب ط۔ صدیقی ایڈوکیٹ کا مراسلہ نظر سے گزرا۔ موصوف نے جو سوالات اٹھائے ہیں انھیں دنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے دل کی آواز کہنا غلط نہ ہوگا۔ صدیقی صاحب نے صدر صدام حسین کا اپنے لحاظ سے جائزہ اور بھرپور دفاع کیا ہے۔ مگر ان کے سوالات پر آپ کے جوابات بھی نپے تلے پر مغز ہیں۔ آپ نے ایرانی موقف کے دفاع میں بعض باریک پہلوؤں کی نشاندہی کر کے ایک طرف تو ایران کو حق بجانب ثابت کر دیا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ نہ صرف عام مسلمان بلکہ مسلم حکمراں بھی کس طرح صیہونی سازشوں کا شکار ہوتے رہے ہیں۔

اگر صدیقی صاحب کے خط کا جواب نہ دیا جاتا تو یہ ساری غلط فہمیاں مسلمانوں کے ذہنوں پر چھائی رہتیں۔ لہٰذا گزارش ہے کہ آئندہ بھی راہ اسلام کے ذریعہ اس قسم کے سوالات کے جواب دیکر عام مسلمانوں کو صیہونی پروپگنڈوں اور سازشوں سے خبردار کرتے رہیں۔

پروفیسر تسنیم بلخی
صدر شعبہ اردو نالندہ

پرنور میلاد مولائے متقیان حضرت علی ع، عالم اسلام بالخصوص ہندستانی مسلمانوں کو مبارک ہو۔
محفل مقاصدہ

RAH-E-ISLAM URDU MONTHLY REGISTERED - DL — 13005/92 R.NO.- 49147/88 FEB92

الامام امیر المؤمنین علیہ السّلام

لا یُدرَکُ الحقّ الّا بالجِدِّ

حق بغیر کوشش کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

نہج البلاغہ کلمہ ۱۰۳